قرآنی حقائق بیان کرنے والا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

دسمبر ۱۹۷۰ء

سالانہ اشتراک

پاکستان : ۷ روپے

بیرونی ممالک : ایک پاؤنڈ

〃 ہوائی ڈاک : دو پاؤنڈ

قیمت فی پرچہ ۷۰ پیسے

مدیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

ذکر المدینۃ المنورہ

ها ذکر طیبة و البقیع و من به قد هیج الاشواق نجو حماها
بلد به کل الفضائل جمعت تلک المدینة لا اقول سواها
فیها اعز الله دین نبیه و حباه فضلا منه اعظم جاها
و بدا بها نور الهدایة ساطعا یمحو ظلام الشرک من انحاها
جاء النبی مهاجرا لرحابها فتعطرت لقدومه ارجاها
اکرم به بلدا بطلعته سمت والله شرفها باحمد طه
بزغت شموس الدین فی جنباتها و تلألأت کل الدنی بسناها
کم جاءه جبریل بین ربوعها بجواهر التنزیل ما اغلاها
طابت لطیب المصطفی و اطیبها رب الانام بطیبة سماها
الخیر بین قبائها و بقیعها جلت فضائلها فلا تتناها
فاقصدلها یا مستهام بهمة لتشم طیبا من عبیر شذاها
و اذا وصلت الی ضریح المصطفی و النفس قد بلغت هناك مناها
فقل السلام علیك یا خیر الوری و سل الا له شفاعة تعطاها
ثم الصلوة مع السلام هدیة للمصطفی و لعله یرضاها
یرجو عزیز من عزیز غالب ان یصلحن نفسی و کل مناها

عزیزالرحمان منگله
مربی سلسله عالیه احمدیه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۲۰ شمارہ ۱۲

ماہنامہ **الفرقان** ربوہ

دسمبر ۱۹۷۰ء

شوال ۱۳۹۰ ہجری قمری
فتح ۱۳۴۹ ہجری شمسی

الفہرست

ادارۂ تحریر

ایڈیٹر:- ابو العطاء جالندھری

نائبین:-

۱- دوست محمد شاہد مولوی فاضل مؤرخ احمدیت
۲- عطاء المجیب راشد ایم اے مبلغ انگلستان
۳- عطاء الکریم شاہد بی اے مربی سلسلہ احمدیہ

ضروری اعلان

ماہنامہ الفرقان کا سالنامہ شروع فروری ۱۹۷۱ء میں شائع ہو رہا ہے۔ اس کا حجم زیادہ ہوگا۔ علمی اور ٹھوس مقالات پر مشتمل ہوگا۔ مقالات اور اشتہارات ۱۰ جنوری تک بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ انگریزی حکومت کے متعلق جملہ حوالہ جات مطلوب ہیں۔

(ایڈیٹر)

سالانہ چندہ

پاکستان:- سات روپے

بیرونی ممالک:-

عام ڈاک - ایک پونڈ

ہوائی ڈاک - دو پونڈ

قیمت فی پرچہ:- ستر پیسے

معاونین خاص اور ان کی پہلی فہرست

الفرقان کے معاونین خاص پانچ سال کی خریداری کے لئے یکمشت چالیس روپے ارسال فرمائیں۔ دعا کیلئے پہلی فہرست سالنامہ میں شائع ہوگی۔

آپ بھی

ان معاونینِ خاص میں شمولیت فرمائیں!

(ابو العطاء)

کرشمۂ قدرت

ایک عظیم الشّان نشان!

"مولانا مودودی کے اتباع کی حکومت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقیناً نہیں بنے گی"

(حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی کا قطعی اعلان)

ع اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

انتخابات

پاکستان قومی اسمبلی کے انتخابات مکمل ہو چکے ہیں۔ جملہ نتائج سامنے آ گئے ہیں۔ ان نتائج کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ کی عجیب شان نظر آتی ہے۔ لاہور سے ۶ر دسمبر کی خبر تھی کہ:-

"مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی نے اس یقین کا اعلان کیا کہ جماعت اسلامی کے نامزد امیدوار انتخابات میں نمایاں طور پر کامیاب ہوں گے۔"

(روزنامہ ڈان کراچی ۷ر دسمبر ۱۹۷۰ء)

MAUDOODI HOPES
Jamaat will sweep polls

Lahore, Dec. 6 : Maulana Syed Abul Ala Maudoodi, Chief of the Jamaat-e-Islami, to-day expressed the confidence that the nominees of the Jamaat would sweep the polls.

(Dawn, Karachi 7, Dec. 1970)

ہمارے سامنے مودودی صاحبان کا ہفت روزہ زندگی لاہور کا وہ پرچہ ہے جو انتخابات کے شروع ہونے سے عین پہلے شائع ہوا تھا۔ اس کے فاضل مدیر جناب الطاف حسن قریشی نے پنجاب کے وسیع دورہ کے بعد "پنجاب کا انتخابی جائزہ" شائع کیا ہے۔ اس جائزہ پر نظر کرنے سے موجودہ انتخاب کے نتائج پر اللہ تعالیٰ کی خاص قدرت نمائی تسلیم کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں رہ جاتا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اہلِ سیاست کے تمام اندازے، مولوی صاحبان کے تمام منصوبے اور سرمایہ داروں کی تمام کوششیں سراسر بیکار رہ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے ملک کے عوام کے دلوں پر خاص تصرّف فرمایا اور انہیں مستقبل کی بہتری کی خود رہنمائی فرمائی ہے —— انتخابات کے سلسلہ میں مدیر زندگی لکھتے ہیں کہ:-

"آنے والے حالات میں ایک خاص قسم کی خوشبو ہے جسے عام آدمی بھی محسوس کر رہا ہے۔"

(زندگی ۷ر دسمبر ص۵)

"جعلی ووٹ اس بار چلیں گے نہیں۔"
(زندگی ۷ر دسمبر ۱۹۷۰ء ص۱۱)

"جو انتخابات منعقد ہوں گے ان میں نمرود کی خدائی پاش پاش ہو جائے گی۔" (" ص۱۲)

متعصبانہ اعتراض

ان حالات میں مدیر زندگی کا یہ بیان سراسر تعصب پر مبنی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:-

"ہر بڑے اور چھوٹے مقام پر دیکھا گیا کہ جماعت احمدیہ ایک منظم سازش (؟) کے ذریعے پیپلز پارٹی کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا رہی ہے۔ احمدیہ جماعت کو اس ملک میں سیاسی حقوق حاصل ہیں۔"

(ص۵)

ہم پوچھتے ہیں کہ جب جماعت احمدیہ کو بھی سیاسی حقوق حاصل ہیں تو اگر اس نے پیپلز پارٹی کی حمایت کی ہے تو مدیر زندگی کو اس میں "منظم سازش" کس طرح دکھائی دیتی ہے؟ یہ تو محض "قلم در کفِ دشمن" والی بات ہے۔

۲۰ اقتباسات

آیئے اب ہم پہلے مدیر زندگی کے طویل مقالہ کے ۲۰ قابلِ توجہ اقتباسات آپ کے سامنے رکھیں لکھتے ہیں:-

(۱) "حلقہ نمبر ۳ میں ڈاکٹر جاوید اقبال کی پوزیشن بڑی مستحکم ہے۔ اگرچہ جماعت احمدیہ پیپلز پارٹی کی طرف سے خاص منظم کام کر رہی ہے مگر عوام اس پارٹی کی غنڈہ گردی سے حد درجہ تنگ آ چکے ہیں۔"

(۲) "حلقہ نمبر ۲ میں ... جماعت اسلامی کے امیدوار جناب غلام جیلانی کی پوزیشن اس قدر تیزی سے مستحکم ہوتی جا رہی ہے کہ اس حلقے کے سیاسی مبصرین خوشگوار حیرت کا اظہار کرتے ہیں۔"

(۳) "حلقہ نمبر ۴ میں جماعت اسلامی کے میاں طفیل محمد کامیاب ہو جائیں گے۔"

(۴) "حلقہ نمبر ۵ میں ... عبدالحمید کھوکھر جماعت اسلامی ... کی پوزیشن مستحکم ہوتی جا رہی ہے۔"

(۵) "حلقہ نمبر ۸ میں جماعت اسلامی کے امیدوار جناب کمال سالار پوری کی پوزیشن محفوظ ہے۔"

(۶) "گوجرانوالہ میں سب سے مضبوط امیدوار پیپلز پارٹی کا ہے مگر گرفتاری کے بعد عوام میں ان کے متعلق کچھ اچھا ردِ عمل نہیں ہوا۔ اسکے علاوہ بریلوی، دیوبندی، اہلحدیث اور جماعت اسلامی اور کونسل لیگ پیپلز پارٹی پر زبردست دباؤ ڈال رہے ہیں عوام کا موڈ پیپلز پارٹی کے خلاف ہو گیا

ہے... جماعت اسلامی کے امیدوار
چودھری اسلم عوام کی امنگوں کا مرکز
بن گئے ہیں۔ ان کی کامیابی کے امکانات
روشن تر ہوتے جا رہے ہیں۔"

(۷) "جماعت اسلامی کے نذیر احمد خاں بڑے
فعال سوشل ورکر ہیں ان کے تاثرات تحصیل
ڈسکہ کے شمال مغربی حصوں میں ہیں۔ میواتی
بڑی تعداد میں ہیں اور وہ جماعت اسلامی
کی حمایت کر رہے ہیں۔ ان کی حمایت چٹان
کی طرح مضبوط ہوتی ہے۔"

(۸) "ضلع ملتان کی نو نشستیں ہیں۔ پہلی نشست سے
مولانا حامد علی خاں، جناب بھٹو کو شکست دیں گے۔"

(۹) "مظفر گڑھ کی تین قومی نشستیں ہیں۔ پہلی نشست
میں جماعت اسلامی کے امیدوار افضل بدر
کے امکانات خاصے روشن ہیں۔ ان کا مقابلہ
پیپلز پارٹی کے ساتھ ہوگا۔ دوسرا حلقہ نوابزادہ
نصراللہ کی کامیابی کا مژدہ سننے کو ہے۔ تیسرا
حلقہ بھی نوابزادہ صاحب کے زیر اثر رہے گا۔"

(۱۰) "جماعت اسلامی کے امیدوار (محمد سعید)
اپنے علاقے میں اپنے کردار اور شاندار ماضی کا
خوشگوار اثر رکھتے ہیں۔ ان کی دیانتداری
اور شرافت قابل رشک ہے ان کے مقابلے
میں پیپلز پارٹی کے عبد العلیم اپنی شخصیت کے
لحاظ سے حد درجہ غیر مقبول ہیں۔"

(۱۱) "حلقہ نمبر ۲ (بہاولپور ڈویژن) میں سعید الرشید
عباسی کامیاب ہو جائیں گے انہوں نے جماعت
اسلامی سے تحریری معاہدہ کر رکھا ہے۔
بہاولپور اور بہاولنگر کی مشترکہ نشست پر
جماعت اسلامی کے عبد اللطیف صاحب کی
پوزیشن بہت اچھی ہے۔"

(۱۲) "رحیم یار خان کی دوسری نشست سے جماعت
اسلامی کے ڈاکٹر بشیر چودھری عظیم اکثریت
سے اپنے حریفوں کو شکست دیں گے... جاٹ
برادری کے ۹۰ فیصدی ووٹ جماعت اسلامی
کو ملیں گے۔"

(۱۳) "نشست نمبر ۲ (سرگودھا) جماعت اسلامی
کے امیدوار جناب محمد سلیم کے لئے تقریباً
محفوظ ہے۔ وہ ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر رہے ہیں
... جماعت اسلامی کا زبردست نفوذ ہو چکا
ہے اور اس کے علاوہ اکبر چیمہ جو اپنے علاقے
میں بڑے با اثر ہیں وہ سلیم صاحب کی مدد
کر رہے ہیں۔"

(۱۴) "پیپلز پارٹی کے امیدوار ملک محمد جعفر چونکہ
قادیانی کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں اس لئے عام
مسلمان ووٹ نہیں دیں گے۔"

(۱۵) "لالہ موسیٰ کی قومی نشست میں حقیقی مقابلہ چودھری
فضل الٰہی (پیپلز پارٹی) صدیق الحسن گیلانی
(جماعت اسلامی) اور صوبیدار غلام رسول
(کونسل لیگ) کے مابین ہوگا... صدیق الحسن
گیلانی، چودھری فضل الٰہی اور صوبیدار غلام رسول

سے بہت آگے نکل جائیں گے۔ انکی کامیابی بڑی حد تک یقینی ہے۔"

(۱۶) "جماعت اسلامی کے مفتی سیاح الدین قابلِ صد احترام استاد ہیں۔۔۔ جماعت اسلامی کا امیدوار ہی ایسا ہے جس کا تعلق متوسط طبقے سے ہے اور کردار کے لحاظ سے اس پر رشک کیا جا سکتا ہے۔"

(۱۷) "حلقہ نمبر ۴ (لائل پور) میں شریف چٹھہ (جمعیت علمائے پاکستان) اور لعل دین سلیم (جماعتِ اسلامی) کے درمیان زبردست مقابلہ ہوگا۔ جماعت اسلامی کے امکانات یہاں بہت اچھے ہیں۔"

(۱۸) "حلقہ نمبر ۵ میں جناب حمزہ کی نشست یقینی ہے انہیں پی ڈی پی کے علاوہ جماعت اسلامی کی فعال حمایت حاصل ہے۔"

(۱۹) "ضلع سیالکوٹ میں پانچ نشستیں ہیں پہلی نشست میں کونسل مسلم لیگ، جماعت اسلامی اور پیپلز پارٹی، کونونشن لیگ اور جمعیت علمائے پاکستان کے درمیان زبردست مقابلہ ہوگا۔ پیپلز پارٹی کے امیدوار میاں مسعود احمد ہیں۔۔۔ ان تمام امیدواروں کے درمیان جماعت اسلامی کے امیدوار ریٹائرڈ بریگیڈیئر نثار قریشی ابھرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔۔۔ تعلیم یافتہ طبقہ سارے کا سارا جماعتِ اسلامی کا حامی ہے۔"

(۲۰) "سیالکوٹ کے دوسرے حلقے میں پیپلز پارٹی کی طرف سے کوثر نیازی کھڑے ہیں ان کیلئے جماعت احمدیہ کام کر رہی ہے۔ اس حلقے میں جمعیت العلمائے پاکستان کے محمد احمد کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ اسلامی جماعت والے اپنی فتح پر کامل یقین رکھتے تھے۔ خود مودودی صاحب نے بھی باربار اس کا اعلان کیا تھا۔ یہ لوگ پیپلز پارٹی کو عوام میں غیر مقبول پارٹی قرار دیتے تھے اور اس کی غیر مقبولیت کو بڑھانے کے لئے احمدیوں کے خلاف اپنی پیدا کردہ نفرت کو بھی استعمال کرتے تھے اور باربار کہتے تھے کہ جماعت احمدیہ پیپلز پارٹی کی حمایت کر رہی ہے۔

کرشمۂ قدرت

قومی اسمبلی کے انتخابات بخیر و خوبی ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کو غیر معمولی اکثریت کے ساتھ شاندار اور غیر متوقع فتح حاصل ہوئی اور اسلامی جماعت سراسر ناکام و نامراد ہو گئی۔ سارے پنجاب سے مودودی پارٹی کا صرف ایک ممبر منتخب ہو سکا۔

مودودی صاحب پاکستان میں صرف اسلئے آئے تھے کہ وہ اپنی پارٹی کی سلطنت قائم کر سکیں۔ اسی نصب العین کے لئے انکی ساری جدوجہد ہے۔ ۱۹۵۳ء کے فسادات پنجاب میں انہوں نے جو کردار ادا کیا تھا اس کا مقصد بھی یہی تھا اسی لئے انہوں نے ان دنوں نہایت اشتعال انگیز کتابچہ

قادیانی مسئلہ" شائع کیا تھا۔

مودودی صاحب کے جواب میں جماعت احمدیہ کی طرف سے "قادیانی مسئلہ کا جواب" شائع ہوا تھا جس میں مودودی صاحب کی خطرناک سکیم کو طشت ازبام کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے نہایت واضح الفاظ میں اعلان فرمایا تھا کہ خواہ کچھ ہو جائے مودودی صاحب کی پارٹی اپنے اس مقصد میں ہرگز کامیاب نہ ہو سکے گی۔ حضورؓ کے الفاظ یہ ہیں:-

"مولانا مودودی کے اتباع کی حکومت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقیناً نہیں بنے گی"

(قادیانی مسئلہ کا جواب صفحہ ۲۳ مطبوعہ ستمبر ۱۹۵۳ء)

اعلان کیا گیا ہے کہ "جماعت اسلامی پاکستان کی عاملہ نے قومی اسمبلی کے انتخابات میں غیر متوقع شکست فاش کے اسباب اور موجودہ سیاسی صورتِ حال پر غور کرنے کے لئے جلد از جلد مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس بلانے کا فیصلہ کیا ہے"

(نوائے وقت ۱۵ دسمبر ۱۹۷۰ء)

ہماری گزارش ہے کہ غور کرتے وقت وہ اس آسمانی فیصلہ کو بھی پڑھیں اور اس بات کو کبھی نہ بھولیں کہ

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

انگریزی حکومت اور شیعہ صاحبان

(بقیہ از صـ)

کتابیں چھاپتے ہیں۔ اپنے اپنے عقائد اخباروں میں شائع کرتے ہیں۔ مگر کسی کی مجال نہیں کہ اس میں کچھ چون و چرا کر سکے اسلئے ہم شیعوں کے لئے تو یہ سلطنت نعمتِ عظمیٰ ہے اسلئے ہم لوگ سب شیعے قندھار سے مانڈلے اور نیپال سے کیپ کامران کے رہنے والے دعا کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ اس عادل اور مہربان سلطنت کو ہمیشہ قائم رکھے اور ہمارے حضور قیصرِ ہند کو طولِ عمر عطا فرمائے۔ ہم لوگ بارہ سو برس سے کڑیاں جھیلتے اور ایذائیں سہتے سہتے تھک گئے۔ الٰہی اب ایسا فضل و کرم ہو کہ ہم لوگ اس سلطنت میں چین سے زندگی بسر کریں اور جمعیت خاطر سے تیری عبادت اور تیرے حبیب کے فرزندوں سے مودت رکھنے میں مصروف رہیں!"

(نور ایمان صفحہ ۲۸۰-۲۸۱ مصنفہ جناب خان بہادر مولوی سید خیرات احمد صاحب وکیل شائع کردہ مینجر کاظم بک ڈپو دہلی۔)

انگریزی حکومت اور شیعہ صاحبان

"ہم شیعوں کے لئے تو یہ سلطنت نعمتِ عظمیٰ ہے"

انگریزی حکومت نے ملک ہند میں قیام امن اور آزادیٔ مذہب کی جو کوششیں کی تھیں ان کی وجہ سے تمام دردمند مسلمانوں نے اس حکومت کا شکریہ ادا کیا اور اس سے تعاون کے طریق کو اختیار فرمایا تھا۔ اس سے کسی کا یہ نتیجہ نکالنا کہ ایسے لوگ انگریزوں کے آلۂ کار تھے انتہائی غلط فہمی ہے۔

ذیل میں ہم شیعہ صاحبان کی مشہور کتاب نورِ ایمان کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں قارئین غور اور توجہ سے مطالعہ فرمائیں۔ لکھا ہے:-

"بعد انتقال جناب رسول خدا صلعم کے دو پارٹی ہوگئی۔ ایک الیکشن کی پارٹی اور ایک اہلبیت کی پارٹی۔ اہلبیت کی پارٹی ہمیشہ معصوم و مظلوم رہی اور الیکشن کی پارٹی ہمیشہ برسرِ عروج نیاوی رہی۔ اور اہلبیت کی پارٹی کی بیخ کنی میں ہمیشہ مصروف رہی اور جب جب موقع ملا اہلبیت کی پارٹی کو ایذا دیتی اور ستاتی چلی آئی اور چلی آتی ہے۔ ہندوستان میں دیکھ لیجیئے کہ ہر محرم میں سادات اور غلامانِ آلِ رسولؐ پر کیسے کیسے حملے ہوتے ہیں لیکن ہزار شکر پروردگارِ عالم کا ہے کہ اس حاکم حقیقی نے اس وقت ہماری حمایت کے لئے ہم کو ایسا شاہنشاہِ عادل یعنی شاہنشاہ جارج پنجم دام سلطنتہٗ دیا ہے کہ اس کے عدل اور قانون کے مقابلہ میں کسی قوم کی مجال نہیں گو اسکی تعداد کتنی ہی زیادہ ہو، کسی ضعیف کو گو اسکی تعداد کتنی ہی کم ہو ستا سکے۔ ایسی جہاں پناہ سلطنت میں ہم لوگ کس عزت و آبرو سے اوقات بسر کرتے ہیں۔ اور کیسی آزادی سے اپنے مذہبی اعمال اپنے کانشنس کے موافق بجا لاتے۔ اور جب جب الیکشن والی پارٹی ہم کو دبانا چاہتی ہے تو ہمارے حضور قیصرِ ہند کے عادل حکّام ہماری حمایت فرماتے ہیں۔ اور جب جب مقدمہ ہو تو بلا پاسداری اعلٰے دودھ کا دودھ پانی کا پانی فیصلہ صادر فرماتے ہیں اور ہمارے مخالفین کا زور چلنے نہیں دیتے۔ اگر خدانخواستہ ہم لوگ الیکشن والی سلطنت میں ہوتے تو اب تک پیس دیئے جاتے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ جیسا ہم تم سے بول رہے ہیں اسی کی سزا میں دار پر کھینچ دیئے جاتے مگر واہ رے میرا قیصرِ ہند کہ اس کی سلطنت میں سب لوگ اپنے اپنے کانشنس کے مطابق اپنے اپنے مذہبی اعمال بجالاتے ہیں۔"

(نورِ ایمان ص ۳)

شذرات

اشرفاء میں مسلمہ اصول

مدیر ہفت روزہ "زندگی" لکھتے ہیں :-

"شرفاء کے درمیان یہ امر مسلمہ ہے کہ کسی بات کے بارے میں کہنے والے کی تعبیر اور تشریح کسی دوسرے شارح پر ترجیح رکھتی ہے یہ اصول نظر انداز کر دیا جائے تو اس سے ایسی الجھنیں پیدا ہو سکتی ہیں جن کا حل دریافت کرنا کارے دارد بن جاتا ہے۔"

اس اصول کو ذکر کرنے کے ساتھ فاضل مدیر زندگی لکھتے ہیں :-

"خود جماعت اسلامی اور اسکے قائدین کو بھی اس صورتِ حال کا احساس ہوگا۔ مولانا مودودی کی بعض تحریروں اور تقریروں کے اقتباسات کو جب اس کے مخالفین من مانے معانی پہناتے اور اپنی من مانی تاویلات کرتے ہیں تو جماعت کے ذمہ داروں کی طرف سے یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ کسی متنازعہ تحریر سے مولانا مودودی کا مقصد وہ نہیں تھا' یہ تھا۔ اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تصنیف کے بارے میں مصنف کا بیان ہی مستند ہوتا ہے۔"

(زندگی - لاہور ۳۰ر نومبر ۱۹۶۲ء)

الفرقان - مدیر زندگی کا بیان کردہ اصول شرفاء میں مسلّم ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ "تصنیف کے بارے میں مصنف کا بیان ہی مستند ہوتا ہے" مگر سوال یہ ہے کہ آیا یہ اصول ہر جگہ کیلئے ہے یا صرف مودودی پارٹی کی حمایت کے لئے؟ جماعت احمدیہ کے بانی علیہ السلام کے خلاف مولویوں کی طرف سے جو اشتعال انگیزی اور نفرت پیدا کی جاتی رہی ہے وہ صرف اس اصول کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ہے۔ کیا ہم امید کر سکتے ہیں کہ مخالف علماء لطیف سے کام لیکر اپنے لئے 'اور' اور دوسروں کیلئے 'اور' پیمانہ کے طریق کو چھوڑ دیں گے؟

۲- چنگیز اور ہٹلر کو مات کرنے والا؟

شیعہ صاحبان کا ہفت روزہ اخبار شیعہ لاہور لکھتا ہے:-

"کیا ہم جماعت اسلامی کا ساتھ دینگے جو علی الاعلان کہہ چکی ہے کہ ملک کا عام قانون سُنی اکثریت کے مسلک کے مطابق ہوگا اور جس کا امیر اگر برسرِ اقتدار آ گیا تو اسلام کے نام پر چنگیز اور ہٹلر کو فراموش کر دیگا اسلئے کہ وہ اسلام کی پسند ناپسند نہیں بلکہ اپنے فہم کے مطابق اپنے پسندیدہ اسلام کا پابند ہوگا۔ یہ اسلام کہاں تک جانے جو پچھلے اسلامی فرقوں سے بھی مختلف ہے اور خدا ہی جانے ہمارے لئے وہ خوارج سے بھی کتنا زیادہ خطرناک ہوگا۔ اب اگر کوئی گروہ' فرقہ یا جماعت اسلام کو فقط اپنے لئے مخصوص کر کے اپنی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے اور دوسروں کو مٹانا چاہتی ہے تو ہم غیر مذہبی جماعتوں سے علی الاعلان اشتراک کرینگے جن کا مسلک یہ ہے کہ مذہب ذاتی معاملہ ہے اور کسی کو کسی کے مذہب میں مداخلت کا حق نہیں۔ (اخبار شیعہ لاہور یکم نومبر ۱۹۶۲ء)

الفرقان - شیعہ بھائیوں کا خطرہ بجا تھا مگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اپنے نیک بندوں کی سُن کر چنگیز اور ہٹلر کو مات دینے والے کو مات دیدی اور وہ چاروں شانے چت گر گیا۔ فللہ الحمد۔

سُورۃ المائدہ ۵

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا

اے نبی! تو ان لوگوں کو آدمؑ کے دو بیٹوں کی خبر ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنا۔ یاد کرو جب اُن دونوں نے ایک بڑی قربانی دی

فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ

پھر ان میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہ کی گئی۔ اس نے (جسکی قربانی قبول نہ ہوئی

قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○

تھی) کہا کہ میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا۔ دوسرے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو صرف متقیوں کی قربانی قبول کرتا ہے۔

لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ

البتہ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھائے گا تو (اسکی مزید ذمہ واری تجھ پر پڑیگی) میں بہر حال اپنا ہاتھ تجھے قتل

تفسیر:۔ پہلے رکوع میں بنی اسرائیل کی اس بزدلی کا ذکر ہے جو انہوں نے حضرت موسیٰ کے وقت کنعانیوں کا مقابلہ کرنے سے گریز کی صورت میں دکھائی۔ زیرِ تفسیر رکوع میں آدم کے ایک بیٹے کے ناحق طور پر دوسرے بھائی کو قتل کر دینے کا واقعہ ذکر فرمایا ہے۔ گویا انسانوں کی کمزوریوں کی تفریط و افراط کی دو مثالیں بیان فرمائیں۔

سیفی جہاد کے وقت لڑنے سے گریز اور بلا وجہ سگے بھائی کا خون بہا دینا دو[۲] انتہائیں ہیں۔ یہ دونوں صورتیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے یہودیوں میں موجود تھیں۔ وہ اپنی بزدلی اور قربانی

يَدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

کرنے کے لئے نہیں بڑھاؤں گا۔ میں اللہ تعالیٰ سے جو رب العالمین ہے

الْعٰلَمِيْنَ ○ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓءَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ

ڈرتا ہوں۔ میں چاہوں گا کہ تو میرے گناہوں اور اپنے گناہوں کا مستحق بن کر

فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ○

جہنمیوں میں سے ہو جائے۔ ظالم لوگوں کا یہی انجام اور بدلہ ہوتا ہے۔

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ

تب ظالم بھائی کے نفس نے اسے اپنے بھائی کا قتل کر دینا گوارا کر دکھایا سو اس نے اسے قتل کر دیا اور پھر وہ

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ

خسارہ پانے والوں میں سے ہو گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ایک کوّے کو بھیجا جو زمین کرید رہا تھا

لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْاَةَ اَخِيْهِ ۚ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى

تا اسے (ظالم بھائی کو) دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی نعش کو کیسے دفن کرے۔ اس نے کہا کہ میرے لئے ہلاکت ہو

نے گریز کی وجہ سے دینِ حق "اسلام" کو قبول کرنے سے پہلو تہی کر رہے تھے اور دوسری طرف اپنے بھائیوں (بنی اسماعیل) کے قتل کے درپے تھے۔ سید ولدِ آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناحق قتل کرنے کے لئے سخت کوشاں تھے۔

پہلی آیت میں آدم کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا ذکر ہے جس سے تمثیلاً بنی اسمٰعیل اور بنی اسرائیل مراد ہیں۔ بنی اسرائیل اسلئے ناراض تھے کہ خدا تعالیٰ نے بنی اسمٰعیل میں سے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں مبعوث کر دیا ہے اور ان کی قربانی کو کیوں قبول کر لیا ہے؟ وہ یہ بات کو نظر انداز کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ شعار لوگوں کی ہی قربانیوں کو قبول کرتا ہے۔

اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْاَةَ

کیا میں اس سے بھی رہ گیا کہ میں اس کوّے کی مانند ہی ہوتا اور اپنے بھائی کی نعش کو دفن

اَخِيْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۞ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا

کر سکتا۔ تب وہ شرمسار ہونے والوں میں سے ہو گیا۔ اسی وجہ سے ہم نے

عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ

بنی اسرائیل کے لئے یہ قانون مقرر کر دیا کہ جو شخص بغیر جان کو قتل کرنے والے کے یا بغیر ملک میں فساد کرنیوالے

فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا

کے کسی انسان کو قتل کرے گا وہ گویا ایسا ہے کہ اس نے سب لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔ اور جو کسی جان کو بچائیگا

فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا

اسے زندہ رکھیگا اس نے گویا سب لوگوں کو زندہ رکھا۔ یقیناً ان لوگوں (بنی اسرائیل) کے پاس ہمارے رسول

بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ

دلائل اور کھلے نشان لیکر آئے پھر بھی ان میں سے بہت بڑی کثرت زمین میں حد سے تجاوز کرنے والوں کی

دوسری تیسری اور چوتھی آیات میں بنی اسمٰعیل کے مصالحانہ رویہ کو بیان کیا گیا ہے اور یہود کی معاندت اور شرارتوں کا بیان ہے۔ جو کوشش وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی کر سکتے تھے وہ انہوں نے کولی اور ناکام و نامراد ہو گئے۔ آیت کریمہ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓءَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ کا یہ مطلب ہے کہ میں تو تیرے مقابلہ میں دفاع بھی نہیں کر رہا اس حال میں تیرا انتہائی ظالمانہ اقدام تجھے جہنمی بنانے کے لئے کافی ہے

پانچویں آیت میں کوّے کی مثال میں لاش کو دفن کرنے کے طریق کا اشارۃً ذکر ہے نیز بھائی کے انسانی جذبات کو ابھارنا مدنظر ہے۔ چنانچہ وہ نادم و شرمسار ہو گیا۔

چھٹی آیت میں بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کو قتل نفس سے سخت منع کیا گیا تھا اور اسے بہت بڑا گناہ

لَمُسْرِفُوْنَ ۝ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ

ہے ۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے برسرِ پیکار ہیں

رَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ

اور ملک میں فساد برپا کر رہے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ انہیں اچھی طرح قتل کیا جائے یا

يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ

صلیب پر لٹکا کر مارا جائے یا ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو ان کی خلاف ورزیوں کے مطابق کاٹ دیا جائے

اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ

یا انہیں ملک سے جلاوطن کر دیا جائے۔ یہ سزا ان لوگوں کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور

فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ

آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا عذاب مقدر ہے ۔ سوائے ان لوگوں کے جو اس سے پہلے تائب

قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ع ۸ ۹

ہو جائیں کہ تم ان پر قبضہ حاصل کر سکو۔ پس جان لو (ایسے لوگوں کیلئے) اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے

قرار دیا گیا تھا کیونکہ اس کے رواج سے سب جانیں ہی غیر محفوظ ہو جاتی ہیں۔ ہر رسول قتلِ نفس کے خلاف تعلیم دیتا آیا ہے مگر یہود اس شر پر مُصر تھے۔

ساتویں اور آٹھویں (آخری) آیت میں ایسے نابکار لوگوں کی سزا کا تذکرہ ہے جو الٰہی قانون کو پسِ پشت ڈالکر جنگ کرتے، فساد کرتے اور مظلوموں کے ہاتھ پاؤں کاٹتے ہیں یا لوگوں کو ملک سے نکال دیتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان تمام مجرموں کو (باستثناء انکے جو پکڑے جانے سے پہلے توبہ کرلیں) انکے جرائم کے مطابق سزائیں دی جائیں۔ قاتلوں کو قتل کیا جائے صلیب پر مارنے والوں کو صلیب پر مارا جائے اور مظلوموں کے ہاتھ پاؤں کاٹنے والوں کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے اور جلاوطن کرنیوالوں کو جلاوطنی کی سزا دی جائے۔ یہی اسلامی قصاص ہے۔ ہاں جو توبہ کرلیں اور اپنے اعمال کی اصلاح کرلیں اللہ تعالیٰ انکو بخشنے والا اور

از محترم چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے

عظیم الشّان پیشگوئی اور بشارت[1]

اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ

سنہ ۱۹۰۵ء کا زلزلہ اور طاعون

رواں موجیں ہیں چشم و دل میں جس نورِ یگانہ کی
روایت اور سنو اُس دورِ مامورِ زمانہ کی

یہ فرمایا تھا شاہِ سیّدِ کونینؐ نے آکر
خدائے عزّ و جل کی وحیِ تاباں سے خبر پاکر

کہ دورِ آخری میں مہدیِ موعود آئے گا
وہ آئے گا تو حق اپنے نئے جلوے دکھائے گا

زمیں زیر و زبر ہوگی زلازل سر اُٹھائیں گے
اس عالم کے عناصر اک نئی گردش میں آئیں گے

شقاوت اہرمن کی یوں اُبھر آئیگی سینوں پر
فرشتے کالے پودوں کو اُگائیں گے زمینوں پر

نہ ہوگی کوئی بھی جائے اماں آفت کے ماروں کی
زمیں کو دیکھ کر آنکھیں بھر آئیں گی ستاروں کی

تھا سنہ اُنّیس سو اور پانچ کا۔ وہ وقت جب آیا
خدا کا قہر بن کر زلزلہ اس ملک پر چھایا

نظر وحشت کی اِک تصویرِ عبرت بنتی جاتی تھی
جو ساعت آتی جاتی تھی قیامت بنتی جاتی تھی

لہ روایت حضرت چودھری حاکم علی صاحب۔ مطبوعہ سیرت المہدیؑ حصہ دوم (نمبر ۳۵۶)

اجل کے ہاتھ نقشِ زندگی یُوں دھوتے جاتے تھے
مکاں اور کل مکیں مٹی کے لقمے ہوتے جاتے تھے

اسی پر بس نہیں اِک اَور مصیبت بھی یہاں ٹوٹی
جب آیا زلزلہ تو ملک میں طاعون بھی پھوٹی

تباہی کے دریچے یُوں کھُلے جاتے تھے رہ رہ کر
کہ تھک جاتے تھے اشکِ بے بسی آنکھوں سے بہہ بہہ کر

درِ قدرت کچھ ایسا خونفشاں معلوم ہوتا تھا
بشر کو سانس لینا بھی گراں معلوم ہوتا تھا

یہ ایسی قاہرانہ اِک تجلّی تھی - خدائی کی
کہ بھُولے لوگ سب باتیں خودی کی خود نمائی کی

حضورِ پاکؑ کے تھا سامنے کُل حال یہ سارا
کہ پُورا پیشگوئی کے مطابق تھا یہ نظارا

مشیّت کی جبیں پر دیکھ کر انوار کے سائے
حضورؑ اپنے مکاں سے باغ میں تشریف لے آئے

یہ ہجرت لازمی تھی زیرِ احکامِ خداوندی
کہ لازم ہے بشر پہ خود حفاظت کی بھی پابندی

حوادث سے طبیعت آشنا کرنی ہی پڑتی ہے
بقا کے واسطے سعیٔ بقا کرنی ہی پڑتی ہے

حضورؑ آئے تو ہمراہی بھی سارے صف بہ صف آئے
لئے ہاتھوں میں قرآں - دل بدامن صف بہ صف آئے

تلطّف کی نظر تھی صحنِ گلشن کا یہ نظارا
کہ عشّاقِ محمدؐ سے گلستاں بھر گیا سارا

یہ تھی جائے اماں - ہمراہیوں کے سر چھپانے کی
کہ اب باقی نہ تھی کوئی جگہ خیمہ لگانے کی

یہ باغِ عدن تھا تھیں اِس جگہ رحمت کی برساتیں
اذانیں تھیں - نمازیں تھیں - دعائیں اور مناجاتیں

یہ عالم تھا وہاں پر آ گئے اِک اور صحابی بھی
کہ اہلِ خانہ بھی تھے ساتھ اور پھر چند ساتھی بھی
وہ جب حاضر ہوئے تو اُن کو حضرت نے یہ فرمایا
ہے داماںِ خدائے بیکراں کا بے کراں سایہ
بہت بے فکر ہو کر اُس کی رحمت کی اماں پائیں
کہ ہم جو چھوڑ آئے ہیں مکاں اس میں چلے جائیں
بظاہر تھا یہ امرِ خطرناک ترــــ مرنے کے ہم پایہ
کہ بستی کے مکانوں پر تھا لرزاں موت کا سایہ
کوئی دن بھی نہ جاتا تھا وہاں کے چار جانب سے
جنازے جب نہ اُٹھتے ہوں مکاں کے چار جانب سے
مگر حضرتؑ نے فرمایا: یہ حکم و امرِ ربّانی
کہ مالک خود کرے گا۔ اِن مکینوں کی نگہبانی
علامت دیکھ لے گا اِک جہاں معجز نمائی کی
خدا خود شان دکھلائے گا اپنی کبریائی کی
جو میری چار دیواری میں داخل ہونے آئے گا
کبھی اِک بال بھی بیکا نہ اس کا ہونے پائے گا
یقیناً یاد رکھو ــــ یہ کرامت آنے والی ہے
"مری خاطر خدا سے یہ علامت آنے والی ہے"
بشارت پا کے صدق و اُلفت و ایمان والوں نے
بسیرا کر لیا۔ جا کر وہاں ایمان والوں نے
وہیں شاداں رہے۔ خنداں رہے امن و اماں والے
رہے اللہ کی برکت کے نیچے۔ قادیاں والے
نشاں یہ آج بھی قائم ہے۔ ایمان و ہدایت کا
حضورِ مہدئ موعودؑ کی صدق و کرامت کا

تجلیٔ فاران

حبقوق نبی کے صحیفہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی

مختلف تراجم پر ایک نظر

شام سے مدینہ کی طرف اولیاءِ یہود کی ہجرت کا راز

(محترم جناب شیخ عبد القادر صاحب لاہور)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی آخری وصیت میں فرمایا کہ خدا تعالیٰ فاران کی چوٹیوں سے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آئے گا۔ یہ مقدسین ایک طرف اَشْدوۃ ہوں گے یعنی مردانِ غازی اور دوسری طرف وہ "حواب" یعنی محبت کرنے والے لوگ ہوں گے۔ اہل کتاب کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اس حوالہ میں سرے سے کسی پیشگوئی کا بیان نہیں بلکہ بنی اسرائیل کے منازلِ سفر کا بیان ذکر ہو رہا ہے نیز یہود نے اپنے استدلال کی تائید میں کئی ایک تحریفات کر رکھی ہیں۔ جن سے معنے اُن کے ڈھب کے نکل آتے ہیں۔

۱۔ بشارت تورات میں مضارع کے صیغے ماضی میں بدل دیئے گئے۔

۲۔ دس ہزار کا لفظ مفرد تھا اسے جمع میں تبدیل کر دیا۔

۳۔ اَشْدوۃ کو توڑ کر ایش + دوۃ کر دیا گیا

۴۔ بشارت کے آخر میں یہ فقرہ بڑھا دیا گیا کہ اس سے مراد وہ

"قانون ہے جو کہ موسیٰ نے ہمیں دیا"۔

گویا اس بشارت میں کسی نئی تجلّی کا ذکر نہیں بلکہ شریعت موسوی تک یہ بیان محدود ہے۔ یہ سب تحریفات اب بے نقاب ہو چکی ہیں۔

تورات میں سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو بشارت ہیں اُن کو مختلف نبیوں نے دہرایا ہے۔ دوسرے حوالوں کی مدد سے ہم بآسانی تحریفات کی نشاندہی کر سکتے ہیں مثلاً تجلّیٔ فاران کا ذکر صرف

تورات میں نہیں بلکہ حبقوق نبی نے بھی اس کا ذکر پُرشوکت الفاظ میں کیا ہے۔

حبقوق نبی کی بشارت کے تراجم

یہ امر بالکل واضح ہے کہ یہ پیغمبر تجلّیِ فاران کے لئے چشم براہ تھے۔ اس بشارت کا نقطۂ مرکزی یہ فقرہ ہے :-

"خدا جنوب سے آئے گا اور
القدوس کوہ فاران سے۔"

اس بشارت میں مضارع کے صیغے ہیں جن کو عام تراجم میں ماضی میں بدل دیا گیا۔ نیو انگلش بائیبل میں ماضی کے سارے صیغے بدل کر مضارع کے کر دیئے گئے ہیں۔

—— (۱) ——

بشارت حبقوق تیسرے باب سے شروع ہوتی ہے۔ دوسرے باب میں اس کا تعارف ہے۔ حبقوق نبی کہتے ہیں :-

"میں اپنی دیدگاہ پر کھڑا رہوں گا
اور برج پر چڑھ کر انتظار کروں گا۔
میں یہ دیکھوں گا کہ وہ مجھ سے کیا کہتا
ہے اور میں کیا جواب دوں جب
مجھ سے دحقائق کے انشاء کا مطالبہ۔
تب خداوند نے مجھے جواب دیا
اور فرمایا کہ رؤیا کو ضبطِ تحریر میں لا۔
اور تختیوں پر لکھ لے تاکہ یہ تیار
رہے اور ایک منادی کرنے
والا اسے تیزی سے حاصل
کر کے دوڑنے لگے۔ کیونکہ یہ
رؤیا ایک مقررہ وقت کیلئے
ہے۔ ایک ایسی ساعت مقدّر
ہے جب یہ تیزی سے وقوع پذیر
ہو جائے گی اور خطا نہ کرے گی۔
اگرچہ اس میں دیر ہو تو بھی اس کا
منتظر رہ کیونکہ یہ یقیناً وقوع میں
آئے گی۔ جب یہ پوری ہونے کو
آئے گی تو پھر تاخیر کا سوال پیدا
نہیں ہوگا۔ ڈھیل نہیں دی جائیگی۔"
(حبقوق ۲/۱تا۳ ترجمہ نیو انگلش بائیبل)

بحرِ میت کے ایک غار سے تفسیر حبقوق کا ایک نادر نسخہ برآمد ہوا ہے جو کہ قرن اوّل میں تیار ہوا۔ یہ تفسیر ایسینی برادرانِ طریقت کے علم کلام کا حصّہ ہے۔ آبادِ کلیسیا کہتے ہیں کہ ایسینی دراصل عیسائیت میں جذب ہو کر اسی کی شاخ بن گئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام انہی صلحاء میں سے نبی بن کر مبعوث ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اسی اخوّت میں پروان چڑھے۔ وادیٔ قمران میں ایسینی جامعہ تھا وہاں آپ تعلیم و تربیت کے مراحل طے کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وحی الٰہی کی آواز آپ نے سُنی۔ یہ تفصیلات مکتوب سکندریہ میں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ یہ مکتوب واقعۂ صلیب کے سات سال بعد یروشلم سے ایک ایسینی نے سکندریہ بھیجا۔ ایسینی تفسیر میں لکھا ہے کہ

حبقوق نبی کی بشارت میں دوڑنے والے شخص سے
مراد "فرستادۂ حق" ہے جو کہ قرن اول میں مبعوث
ہوا، لکھا ہے :-

"شخص مذکور سے مراد صادق
استاد ہے جسے خدا تعالیٰ نے
انبیاء کی تمام باتوں کے اسرار
کا علم بخشا ہے۔"

صادق استاد کا صحائف قمران میں بتکرار ذکر ہے
یہ کون ہے۔ یہ امر علماءِ بائبل کے درمیان متنازعہ فیہ
ہے۔ کیمبرج کے ڈاکٹر جے۔ ایل ٹیچر اس نظریہ کے
پرجوش حامی ہیں کہ اس شخصیت سے مراد حضرت
مسیح علیہ السلام کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ مکتوب
سکندریہ بھی یہی بتاتا ہے کہ اس فرستادہ سے مراد
حضرت مسیح ناصریؑ ہیں۔

صحیفۂ قمران یعنی تفسیر حبقوق میں تختیوں پر
پیشگوئی لکھنے والی آیت کی شرح میں لکھا ہے :-

"خدا تعالیٰ نے حبقوق کو فرمایا کہ
ان باتوں کو ضبطِ تحریر میں لے آ جو کہ
عصرِ مابعد سے تعلق رکھتی ہیں لیکن اس
نے پیغمبر کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ زمانہ
معیّن طور پر کونسا ہے جب یہ پیشگوئی
پوری ہوگی۔
حبقوق نبی نے یہ جو فرمایا تھا...
... کہ "دوڑنے والا شخص بھی اسے پڑھ
لے" اس سے مراد وہ صادق استاد
ہے جو کہ حقیقی معنوں میں شارح تورات
ہے (یعنی تورات کی سچائیوں کا مصدق)
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنے خدام
یعنی انبیاء کی ساری باتوں کی معرفت
عطا کی اور پیشگوئیوں کے گہرے رموز
و غوامض کا مظہر بنایا۔"[1]

تفسیر قمران میں حبقوق نبی کی کتاب کا تیسرا
باب شامل نہیں ہے۔ وہ دستیاب نہیں ہو سکا۔
اسی باب میں تجلّیٔ فاران والی پیشگوئی شروع ہوتی
ہے۔ بہرحال یہ امر واضح ہے کہ "دوڑنے والا مبشر"
وہ فرستادۂ حق ہے جو کہ قرنِ اول میں مبعوث
ہوا جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا انا بشارۃ عیسیٰ کہ میں عیسیٰ کی سراپا بشارت ہوں
اب تیسرے باب کی اصل پیشگوئی ملاحظہ
ہو۔ ذو معنے الفاظ اور متن میں تبدیلیوں کی وجہ
سے بعض حقائق مخفی تھے جن کو اس مقالہ میں اُجاگر
کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بشارت کا پہلا فقرہ
نیو انگلش بائبل میں یوں ہے :-

"اے خداوند! میں نے تیرے
کارہائے نمایاں کی بات سُنی ہیں

1- The Scriptures of the Dead Sea Sect by T. H Eastter. P. 238.

نے تیرے کام کو بچشم خود دیکھا۔
برسولوں کے درمیان تو نے خود کو
آشکار کیا اور تو نے غضب کے
دنوں میں اپنے رحم کو یاد رکھا۔"

بشارت کا یہ ابتدائیہ آج سے ۲۳۰۰ سال پہلے کی یونانی بائیبل میں بہت مختلف ہے مفہوم درج ذیل ہے :۔

"دو زندہ چیزوں کے درمیان
سے تیرا سراپا ظہور فرما ہوگا۔ جب تیرا
عہد قریب آئے گا تجھے پہچان لیا جائیگا
ساعتِ مقررہ پر تُو ظاہر ہو جائیگا۔"
(یروشلم بائیبل نوٹ حبقوق ۳ باب)

دو زندہ چیزوں سے غالباً یسعیاہ نبی کی اس بشارت کی طرف اشارہ ہے جس میں ذکر ہے کہ مظہرِ خدا کے آس پاس سرافیم کھڑے تھے۔ جن میں سے ہر ایک کے چھ بازو تھے اور ہر ایک دو سے اپنا منہ ڈھانپے تھا اور دو سے پاؤں اور دو سے اُڑتا تھا۔ اور ایک نے دوسرے کو پکارا اور کہا:۔

قدوس، قدوس ربّ الافواج
ہے ساری زمین اس کے جلال
سے معمور ہے۔ (یسعیاہ $\frac{6}{2-3}$)

قرآن حکیم میں بھی یہ مضمون بیان ہوا ہے۔ کہ اب اس رسول پر ایسے فرشتے نازل ہوں گے جو خدا تعالیٰ کی کئی کئی صفات کے حامل ہوں گے۔ دو دو صفات کے، تین تین کے اور چار چار کے۔ مگر ان پر ہی بس نہیں خدا تعالیٰ نے چاہے گا تو قرآنی وحی لانے والے فرشتوں کے پروں یعنی صفاتِ الٰہیہ کو جن کے وہ ظاہر کرنے والے ہوں گے بڑھا دیگا۔ سورۃ فاطر میں فرمایا:۔

"اللہ ہی کی سب تعریف ہے جو
آسمانوں اور زمین کو (ایک نئے
نظام کے مطابق) پیدا کرنے والا
ہے اور فرشتوں کو ایسی حالت میں
رسول بنا کر بھیجنے والا ہے جبکہ کبھی
تو ان کے دو دو پر ہوتے ہیں کبھی
تین تین اور کبھی چار چار (اور ان
فرشتوں کے پروں کو) پیدائش میں
وہ جتنا چاہتا ہے زیادتی بخشتا
ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر
بہت قادر ہے۔"
(فاطر آیات ۱، ۲)

ابن ہشام میں ہے کہ جب نبوت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام کی طرف روانہ ہوئے تو ایک روز آپؐ ایک درخت کے سایہ میں آرام فرما تھے تو ایک راہب نے کہا:۔

"ایک نبی کے سوا (اس وقت)
اس درخت کے نیچے کوئی نہیں بیٹھ سکتا۔"

اس سفر میں میسرہ نے دیکھا کہ جس وقت سخت گرمی ہوتی

دو فرشتے اپنے پروں سے حضور پر سایہ فگن ہوتے۔
یہ ایک کشفی نظارہ ہے جس سے بشارت
حبقوق کے اِس فقرہ کی تصدیق ہوتی ہے :-
"دو زندہ چیزوں کے درمیان
سے تیرا سراپا ظہور فرمائے گا"
اِس تفصیل سے ظاہر ہے کہ دائیں بائیں جنود سرافیم
کی معیت میں ظاہر ہونے والا موعود وہ مقدس وجود
ہے جس کے لئے حبقوق نبی چشم براہ تھے۔ یونانی
بائیبل آج سے ۲۳۰۰ سال پہلے کے عبرانی متن
کا ترجمہ ہے۔ بعد میں اس متن میں بہت سی تبدیلیاں
ہوگئیں۔ موجودہ متن کے مختلف تراجم درج ذیل ہیں۔
اُردو بائیبل کا ترجمہ ملاحظہ ہو :-
"اے خداوند میں نے تیری شہرت
سُنی اور ڈر گیا۔ اے خداوند اسی
زمانہ میں اپنے کام کو بحال کر۔ اسی
زمانہ میں اس کو ظاہر کر۔ قہر کے وقت
رحم کو یاد فرما"
ظاہر ہے کہ بشارت کا یہ ابتدائیہ
یونانی بائیبل سے بہت مختلف ہے۔ سنہ ۱۹۵۳ء
کے ترمیم شدہ ترجمہ میں نئے معانی سامنے آئے
چنانچہ ریوائیزڈ سٹنڈرڈ ورشن کا ترجمہ درج
ذیل ہے :-
"اے خداوند! میں نے تیرا ذکر
سُنا ہے اور تیرے کاموں کو
دیکھ کر میں مرعوب ہوں۔ عہدِ حاضر

میں اس کی تجدید فرما سن وسال
کے وسط میں اسے پہچان لے۔
غضب میں اپنے رحم کو یاد فرما"
سنہ ۱۹۱۱ء میں نیو انگلش بائیبل کا ترجمہ شائع ہوا اس
کا مفہوم اُوپر درج ہو چکا ہے۔
کیتھولک بائیبل کے اُردو ایڈیشن میں
بایں الفاظ ترجمہ دیا گیا ہے :-
"اے خداوند! میں نے تیرا الہام
سُنا تو میں ڈر گیا۔ اے خداوند!
برسوں کے درمیان اپنے کام کو زندہ
کر اور برسوں کے درمیان اسے مشہور
کر اور غضب میں رحمت کو یاد کر"
(کیتھولک بائیبل سنہ ۱۹۲۵ء)
لاطینی بائیبل وُلگیٹ کا ترجمہ ناکس نے یوں
کیا ہے :-
"اے خداوند! میں نے تیری عظمت
کی روداد اور تیری لوہی قوت کے
رعب و جلال کی کہانی سُنی۔ اِن آخری
زمانہ میں اپنی قوت کا مظاہرہ کر۔ اس
عہدِ متاخر میں دوبارہ خود کو ظاہر کر اور
غضب میں رحمت کو پیشِ نظر رکھ"
سارے ترجمے مختلف ہیں۔ کیونکہ عبرانی
الفاظ کے اعراب اور معانی میں اختلاف ہے۔
بہرکیف یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ ایک عظیم الشان
پیغمبر کی آمد آمد ہے۔ اس کی بعثتِ مقدسہ میں

تجلیاتِ الٰہیہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ کچھ قہری تجلیات
ہیں لیکن ان میں بھی رحم کا عنصر غالب ہے۔

(۲)

حبقوق نبی کی بشارت کا دوسرا فقرہ
پراٹسٹنٹ بائبل میں بایں الفاظ ہے:۔

"خدا تیمان سے آیا۔ اور قدوس
کوہِ فاران سے۔ سلاہ۔ اس کا
جلال آسمان پر چھا گیا اور زمین
اس کی حمد سے معمور ہو گئی۔"

کیتھولک بائبل مطبوعہ ۱۹۲۵ء میں یہ فقرہ
یوں ہے:۔

"خداوند جنوب سے اور قدوس
کوہ فاران سے آئے گا۔ سلاہ
اس کے جلال نے آسمانوں کو چھپایا
اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی۔"

کیتھولک بائبل ۱۹۵۰ء کے ایڈیشن میں ترجمہ
بایں الفاظ ہے:۔

"خدا تیمان سے آتا ہے اور القدوس
کوہ فاران سے اسی کی تجلی سے افلاک
ڈھکیں ہیں۔ اس کی تحسین سے زمین معمور ہے۔"

نیو ورلڈ ٹرانسلیشن بائبل میں ترجمہ کچھ یوں دیا گیا:۔

"خدا کا ظہور۔ تیمان سے شروع ہوا
علاوہ بریں ایک مقدس وجود کوہ
فاران سے آیا۔"

تیمان کے [illegible]رانی میں (ملک) جنوب کے
ہیں۔ حجاز کنعان کے جنوب میں واقع ہے۔ گویا یہاں
حجاز سے تعلق رکھنے والی تجلیات کا ذکر ہے۔ مراد
یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کنعان کے بعد حجاز سے ظاہر
ہوگا۔ اور ایک مقدس انسان فاران میں برپا ہوگا۔

بائبل کے قدیم سریانی نسخہ پشیتہ کا
انگریزی ترجمہ جارج۔ ایم۔ لامزا نے کیا ہے بشارت
کا مفہوم درج ذیل ہے:۔

"خدا جنوب سے آیا اور قدوس
کوہ فاران سے۔ آسمان اس کے
جلال کے انوار سے بھر گئے اور
زمین اس کی حمد سے تمام و کمال
معمور ہو گئی۔"

یروشلم بائبل میں ہے:۔

"ایلوآہ (اللہ) تیمان سے آرہا ہے
اور قدوس کوہ فاران سے۔"

نیو انگلش بائبل کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"خدا تیمان سے آتا ہے۔ قدوس
کوہ فاران سے۔ اس کے انوار
آسمانوں پر محیط ہیں۔ اس کے جلال
سے زمین معمور ہوتی ہے۔"

اس جدید ترجمہ میں ماضی کے صیغوں کی بجائے
مضارع کے صیغے استعمال کئے گئے۔

لاطینی بائبل VULGATE کا ترجمہ ناکس
نے یوں کیا ہے:۔

"تیمان کے قرب و جوار سے خدا کی

"آرا آمد ہے اور قدوس فاران کی
پہاڑیوں کے پس منظر میں ظاہر ہو رہا
ہے۔"

یہاں یہ امر واضح رہے کہ تورات کی رو سے فاران کا علاقہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد کا مرکز ہے (پیدائش ۲۱/۲۱)

حدیث میں ہے کہ جبال مکہ کا نام فاران ہے۔ لسان العرب میں لفظ فاران کے نیچے اس حدیث کا ذکر ہے۔ فاران دراصل مکہ سے مدینہ تک کے جبال کا نام ہے اور بیابان فاران مکہ اور مدینہ کے درمیان شمالاً جنوباً پھیلے ہوئے صحرا کا نام ہے۔ اس کا نام فاران اسلئے ہوا کہ یہاں دو بھاگنے والے آئے اور انہوں نے اس علاقہ کی دوبارہ آبادی کا سامان کیا۔ فاران کے معنے ہیں دو دوڑنے والے۔ مراد ہیں حضرت ہاجرہ اور اسماعیل علیہما السلام۔ پھر فاران کے معنے اُبلنے اور جوش کھا کر باہر نکلنے کے ہیں۔ اس علاقہ میں حرّات کا جال پھیلا ہوا ہے۔ یعنی آتش فشانی لاوے کے قطعات۔ مکہ و مدینہ کے درمیان دس حرّات ہیں۔ بائیبل میں ان کو فاران کہا گیا۔ "حر" عربی کا حرّ ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ ہر فاران سے مراد حرّات فاران ہیں۔

جیمس اے مونٹ گمری نے اپنی کتاب عریبیا اینڈ بائیبل میں ثابت کیا ہے کہ فاران حرّات حجاز سے تعلق رکھنے والے کسی پہاڑ کا نام ہے۔ نبی موعود کے بارہ میں تورات میں بھی پیشگوئی ہے:-

"اس کے داہنے ہاتھ اُمت کے
اشدوہ یعنی مردانِ غازی جمع ہیں۔"

داہنے ہاتھ کے لئے عبرانی میں یمین کا لفظ ہے جس کے معنے داہنے ہاتھ کے علاوہ جنوب کے بھی ہیں۔ چنانچہ مفاٹ نے عبرانی لفظ مِیَمِینو (یعنی مِنْ یمینو) کا ترجمہ

from the south

کیا ہے۔ اندریں صورت تورات کی بشارت یوں ہے

خدا تعالیٰ فاران کے کوہستانی علاقہ
سے ظاہر ہوگا۔ ارضِ جنوب میں اُمت
کے مردانِ غازی (اشدوہ) جمع
ہیں جو کہ باہم محبت کرنے والا گروہ ہے۔

گویا تیمان اور یمینو ایک ہی جانب اشارہ کر رہے ہیں۔ دونوں کا روٹ یمین ہے۔

(۳)

بشارت حبقوق کا تیسرا فقرہ درج ذیل ہے:-

"اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند
تھی۔ اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلتی
تھیں اور اس میں اُس کی قدرت
نہاں تھی۔"

عبرانی الفاظ ذو معنیین ہیں۔ کیتھولک بائیبل ۱۹۲۵ء کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

"اس کی چمکاہٹ نور کی مانند تھی۔
اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلتی تھیں اور
اس میں اُس کی قدرت نہاں تھی۔"

عبرانی الفاظ کے کئی معنی ہیں۔ کیتھولک بائیبل ۱۹۲۵ء
کا ترجمہ درج ذیل ہے :-

"اس کی چمکاہٹ نور کی مانند ہوگی
اس کے ہاتھ میں سینگ تھے اور
وہاں پر اس کی قوت پوشیدہ تھی۔

نیو ورلڈ ٹرانسلیشن بائیبل کا ترجمہ یہ ہے :-

"جہاں تک اس کی چمکار کا تعلق
ہے وہ نور کا کامل ظہور تھا۔ اس
کے ہاتھ سے دو کرنیں ہویدا ہوئیں
جہاں اس کی قوت پوشیدہ تھی۔"

نیو انگلش بائیبل کا ترجمہ یوں ہے :-

"وہ صبح صادق کی طرح طلوع فرما
ہوتا ہے۔ اس کے پہلو سے نکلنے
والی دو کرنوں کے ذریعہ ——

عبرانی لفظ قَرن کے معنے جہاں سینگ کے ہیں
وہاں کرن کے بھی ہیں۔ اسلئے کسی نے سینگ ترجمہ
کیا ہے اور کسی نے کرنِ نور۔ ہاں سریانی بائیبل
میں قرن کی بجائے قَریتہ ہے۔ یعنی قریہ۔
سریانی بائیبل کا ترجمہ بہت دلچسپ ہے :-

"اور اس کی چمکار، نور کی مانند
تھی اور وہ نور اس شہر میں تھا۔
جسے اس کے ہاتھوں نے قیام
بخشا۔ جہاں وہ اپنی طاقت
جمع کرے گا۔"

اس حصہ میں مدینہ منورہ میں ہجرت کا ذکر ہے۔

—— (۴) ——

بشارت کا حصہ چہارم درج ذیل ہے :-

"وبا اس کے آگے آگے چلتی تھی
اور آتشی تیر اس کے قدموں سے
نکلتے تھے۔"

کیتھولک بائیبل ۱۹۲۵ء کا ترجمہ یہ ہے :-

"وبا اس کے چہرے کے آگے
چلے گی اور شعلہ زن بخار اسکے
قدموں کے آگے جائے گا۔"

یہ ترجمہ اس لحاظ سے بہت درست معلوم ہوتا
ہے کہ پہلے اس شہر کا ذکر ہے جہاں نبی موعود اپنی
قوت مجتمع کرتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بخار کی وبا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد ختم ہوگئی۔
سریانی بائیبل کا ترجمہ ہے :-

"وبا اس کے سامنے چلتی گئی اور
پرندے اس کے قدموں کے آگے
آگے نکلنے لگے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس سال پیدا ہوئے
اس سال چیچک وبا کی صورت اختیار کر گئی۔
اصحاب الفیل کو ابابیل نے نوچا اور کھایا۔ ہوسکتا
ہے کہ اس واقعہ ہائلہ کی طرف اس بشارت میں
اشارہ ہو۔

—— (۵) ——

بشارت حبقوق کا باقی حصہ ملاحظہ ہو :-

"وہ کھڑا ہوا اور زمین تھرا گئی۔"

اس نے نگاہ کی اور قومیں پراگندہ
ہو گئیں۔ ازلی پہاڑ پارہ پارہ
ہو گئے۔ قدم ٹیلے جھک گئے۔
اس کی راہیں ازلی ہیں۔ میں نے
کوشن کے خیموں کو مصیبت میں
دیکھا۔ ملک مدیان کے پردے
ہل گئے۔"

نیو انگلش بائیبل میں "اس کی راہیں ازلی ہیں" والا فقرہ بجائے آیت نمبر ۶ کے آیت نمبر ۴ کے ساتھ پیوند کر دیا گیا۔ ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"سماوات اس کی عزت وجلال
کی مخفی جگہ ہیں اور لازوال (آسمانی)
راہیں اس کی تیز پرواز کے لئے ہو لا نگاہ"

گویا پیغمبر کے پیش نظر معراج کا نظارہ ہے۔
بشارت کے بقیہ حصہ کا ترجمہ نیو انگلش بائیبل میں بایں الفاظ ہے:۔

"وہ سیدھا کھڑا ہوتا ہے اور
زمین کو لرزہ براندام کر دیتا ہے۔
وہ نگاہ ڈالتا ہے اور قوموں کو
تھرا دیتا ہے۔ ازلی پہاڑ شق
ہوتے اور ابدی پہاڑیاں جھک
جاتی ہیں۔ کوشن کے خیمے اکھڑ جاتے
اور مدین کے خیموں کے پردے اضطراب
میں پھڑپھڑاتے ہیں۔"

سُریانی بائیبل میں "وہ کھڑا ہوا اور زمین تھرا گئی"
کی بجائے یہ ترجمہ ہے:۔

"وہ کھڑا ہوا اور اُس نے زمین
کی پیمائش کی" (لامزا سُریانی بائیبل)

یعنی زمین اس کے لئے لپٹنا شروع ہو گئی۔ اس کی فتوحات کے قدم زمین کو ناپتے چلے گئے۔
کیتھولک بائیبل ۱۹۲۵ء میں ترجمہ بایں الفاظ ہے:۔

"وہ کھڑا ہوا اور اُس نے زمین کو
ناپا۔ اس نے نگاہ کی اور قوموں کو پگھلا
دیا اور قدیمی پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے
اور پُرانی پہاڑیاں دھنس گئیں۔ ازل
کی راہیں اُسی کی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ
کوشن کے خیمے مصیبت میں تھے اور
مدین کی سرزمین کے پردے کانپ گئے"

کیتھولک بائیبل ۱۹۵۵ء کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"وہ کھڑا ہو کر زمین کو ہلاتا ہے۔ وہ
نظر کر کے اقوام کو ہراساں کرتا ہے۔
پہاڑ مختلف ریزہ ریزہ ہوتے ہیں۔
اس کی ازلی راہوں کے لئے قدیم
پہاڑیاں جھک جاتی ہیں۔ میں کوشان
کے خیموں کو مصیبت میں دیکھتا ہوں۔
ملک مدیان کے ڈیرے لرزاں ہو گئے
ہیں۔"

—— (۶) ——

یہ بشارت آنے والے عظیم الشان پیغمبر کے لئے ہے۔ آخر میں ایک فقرہ ملاحظہ ہو:۔

"(اے خدا) تُو اپنی اُمت کی نجات
کے لئے ہاں اپنے مسوح کی نجات کیلئے
خروج کرتا ہے۔ تُو شریر کے گھر کا سر
چور چور کرتا ہے۔ تُو اس کی بنیاد کو
گردن تک ننگا کرتا ہے۔ تُو اپنے
تیروں سے اس کے بہادروں کے
سروں کو چھوڑتا ہے۔"

(کیتھولک بائیبل ۱۹۵۸ء)

لاطینی بائیبل وُلگاٹ میں "اپنے مسوح" کے بجائے "خاص اپنے مسوح خادم" کے الفاظ ہیں (ملاحظہ ہو ناکس کا ترجمہ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نبی موعود مراد ہے۔ اس بشارت میں فاران، کوشن، مدین وغیرہ کا ذکر ہے۔ یہ سب مقامات حجاز کے حرات و جبال سے متعلق ہیں۔ جیمس اے۔ مونٹ گمری لکھتے ہیں کہ ان سے مراد :-

The mountains
and Harras of
north west Arabia

P. 93

شمالی مغربی عرب یعنی حجاز کے جبال اور حرات ہیں۔

اس بشارت میں جبال قدیم کو "ہَرَری حَمَد" کہا گیا۔ اس کے معنے قدیم پہاڑ یا لازوال پہاڑوں کے کئے جاتے ہیں۔ حَرَری وہی لفظ ہے جسے عرب حرہ یا حرات کہتے ہیں۔ عَدْ کو ہم عاد بھی پڑھ سکتے ہیں۔ حرۃ عاد سے مراد حجاز کے شمالی مغرب میں عاد ثانیہ یعنی قوم ثمود کا کوہستانی علاقہ ہے جو کہ بجائے خود حرّہ ہے۔ یعنی آتش فشانی علاقہ ہے۔

بشارت تورات و حبقوق میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس طرح ارضِ شام خدا تعالیٰ کی تجلیات کی مہبط ہے اب ارضِ جنوب مطلع الانوار بننے والی ہے۔ قرآن حکیم میں وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ میں انہی دو تجلیوں کی طرف اشارہ ہے۔

پیشگوئی بالکل واضح ہے کہ خدا تعالیٰ اب جنوب کے ملک سے آئے گا اور فرستادۂ حق فاران یعنی جبالِ مکہ سے جلوہ افروز ہوگا۔ تیمان کا مادہ یمن ہے یعنی جنوب کا علاقہ شام کے جنوب میں ارضِ حجاز ہے۔ اسی پیشگوئی کو دیکھ کر اہل کتاب کے اولیاء اللہ شام سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آبسے تھے۔

شام کے یہودیوں میں سے ایک شخص جس کا نام ابن ہیبان تھا۔ اسلام کے ظہور سے چند سال پیشتر شام سے ہجرت کر کے مدینہ میں آبسا۔ ابن ہشام میں نومسلم یہود مدینہ کی زبانی لکھا ہے :-

" آخر جب ابن ہیبان بیمار ہوا اور اس نے سمجھا کہ میری زندگی ختم ہے تو اس نے ہمارے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ اے گروہ یہود بتاؤ کس چیز نے مجھ کو نعمتوں اور اچھی پیداوار کے ملک سے اس خشک زمین میں پہنچایا۔ ہم نے کہا تم ہی

جانو ہمیں کیا خبر ہے۔ اس نے کہا نہیں
اس جگہ ایک نبی کے مبعوث ہونے کی
خاطر آیا تھا جس کا زمانہ قریب آچکا ہے
اور یہ شہر اس کی ہجرت گاہ ہے۔"
(ابن ہشام اردو ترجمہ مکرم شیخ
محمد اسماعیل پانی پتی ص۴۱)

اس وصیت کے نتیجہ میں یہود مدینہ کی ایک جماعت اسلام لے آئی۔ ابن ہیبان کو یقیناً حقوق نبی کی پیشگوئیوں کی معرفت حاصل تھی جن میں یہ ذکر ہے کہ اب تجلی خدا شام سے جنوب کی طرف منتقل ہو رہی ہے۔ آنیوالا عظیم الشان پیغمبر بنو اسمٰعیل کے مرکز جبال فاران سے آئے گا وہاں سے وہ ایک ایسے شہر کی طرف ہجرت کرے گا جو کہ ملیریا زدہ علاقہ ہوگا۔ اس کی آمد کی برکت سے وبا دور ہو جائیگی۔ زمین اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور ہو گی۔ شریر فنا ہونگے اور آسمانی بادشاہت قائم ہو جائے گی۔

اسی حقیقت کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اصل بات یہ ہے کہ زمانۂ محمدی کے متعلق جو پیشگوئیاں سابق کتب میں پائی جاتی تھیں ان کے آثار ظاہر ہونے لگ گئے تھے۔ مسیحیوں نے ان پیشگوئیوں کو یا تو بائیبل سے اخذ کیا تھا یا ان کے اولیاء نے جو پیشگوئیاں کی تھیں ان سے انہوں نے یہ نتائج اخذ کئے تھے۔"

آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"پھر لوگوں کے اس عام احساس کا اس امر سے بھی پتہ لگتا ہے کہ یہودی لوگ شام کو چھوڑ کر مدینہ اور خیبر میں آ بسے تھے۔ کیونکہ ان کے اولیاء نے انہیں یہ خبریں دے رکھی تھیں کہ اب وہ نبی ظاہر ہونے والا ہے لیکن ظاہر جنوبی علاقہ میں ہوگا۔ گویا وہ اس کا علاقہ مدینہ اور اس کا ماحول بتاتے تھے۔۔۔۔۔ بعض یہودیوں کی نسبت تاریخ سے ثابت ہے کہ وہ مدینہ اور اس کے نواح میں اس لئے آکر بسے تھے کہ وہ نبی اسی علاقہ میں ظاہر ہونے والا ہے۔ اور اس سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ عرب کی طرف ہجرت کی رَو اور مدینہ کے قریب یہود کا بستیاں بنانا الٰہی پیشگوئیوں کی وجہ سے تھا۔" (تفسیر کبیر النحل ص۱۷۲-۱۷۳)

معاونینِ خاص کی پہلی فہرست

جو دوست ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۷۰ء تک الفرقان کے [illegible] معاونین میں شامل ہو کر چالیس روپے یکمشت ادا فرمائیں گے ان کے نام الفرقان کے سالنامہ میں بطور پہلی فہرست کے شائع ہونگے انشاء اللہ (مینیجر الفرقان)

سردار عبدالرب صاحب نشتر سے تبلیغی ملاقات

[الفرقان کی گزشتہ اشاعت میں وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین صاحب مرحوم سے جماعت احمدیہ کے وفد کی ملاقات کا ذکر شائع ہوا ہے۔ اسی کے تسلسل میں بعد ازاں سردار عبدالرب صاحب نشتر سے ایک ملاقات ہوئی تھی جس کا مختصر بیان درج ذیل ہے:-]

وزیر اعظم کے بالائی کمرہ کی سیڑھیوں سے اُترتے ہوئے میں نے سردار عبدالرب مرحوم سے کہا کہ آپ ایک علم دوست بزرگ ہیں اگر کبھی موقعہ ملے تو آپ سے مفصل گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کہنے لگے کہ ضرور تشریف لائیں۔ جب ربوہ واپس پہنچنے پر حضرت امام جماعت احمدیہ رضی اللہ عنہ سے اس امر کا ذکر ہوا تو آپؓ نے فرمایا کہ ان دنوں جامعہ احمدیہ میں تعطیلات ہیں (میں اُن دنوں جامعہ احمدیہ کا پرنسپل تھا) چند دن کے لئے کراچی ہو آئیں۔ چنانچہ میں جلد ہی کراچی گیا اور محترم سردار صاحب کو ملاقات کے لئے وقت معین کرنے کے لئے چٹھی لکھی۔ غالباً ۷ اگست ۱۹۵۲ء کی تاریخ تھی کہ میں اور محترم مولوی عبدالمالک خان صاحب مربی کراچی سردار صاحب کے ہاں پہنچے۔ وہ ملاقات کے لئے تیار بیٹھے تھے۔

خیر و عافیت کی ابتدائی گفتگو کے بعد سردار صاحب نے فرمایا کہ فرمائیے کس طرح آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ میں حسب وعدہ آپ کو تبلیغ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ کہنے لگے کہ آپ نے وزیر اعظم کا پندرہ اگست والا اعلان نہیں سُنا کہ سرکاری آدمی تبلیغ نہ کریں؟ میں نے کہا کہ میں تو سرکاری آدمی نہیں ہوں میں تبلیغ کرنے آیا ہوں۔ مسکرا کر فرمانے لگے کہ آپ مجھے کیا تبلیغ کریں گے میں تو آپ کی جماعت کے عقائد کا کٹر مخالف ہوں۔ میں نے کہا کہ ایسے آدمی کو ہی تبلیغ کرنے کا لطف ہوتا ہے کیونکہ ایسا آدمی جب احمدی ہوگا تو وہ پختہ احمدی ہوگا۔ سردار صاحب کہنے لگے کہ میں تو پہلے ہی نمازیں پڑھتا ہوں، قرآن مجید پڑھتا ہوں آپ مجھے کس امر کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آج کی اس مختصر ملاقات میں میں صرف **ایک** بات کی تبلیغ کرنے آیا ہوں اور وہ یہ کہ **آپ قرآن مجید تدبر سے تلاوت فرمایا کریں۔** سردار صاحب کہنے لگے کہ میں قرآن مجید سوچ کر

ہی پڑھتا ہوں۔ نماز میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں۔ مَیں نے عرض کیا کہ میری بات ابھی واضح ہو جائیگی آپ فرمائیں کہ جب آپ سورہ فاتحہ میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دُعا کرتے ہیں تو منعم علیہم سے آپ کی مراد کون لوگ ہوتے ہیں؟ سردار صاحب مرحوم نے جھٹ سورہ نساء کی آیت وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا پڑھ کر فرمایا کہ اس وقت میرے ذہن میں انعام پانے والے یہ لوگ مراد ہوتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ جناب! اس آیت میں انعام پانے والے لوگوں کے چار گروہ مذکور ہیں (۱) نبی (۲) صدیق (۳) شہید (۴) صالح۔ اب آپ فرمائیں کہ کیا انعمتَ علیہم کی دُعا کے نتیجہ میں اُمّت میں یہ سارے گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واطاعت میں بن سکتے ہیں؟ سردار صاحب نے ذرا توقف کے بعد سوچ کر فرمایا کہ نبی تو آنحضرتؐ کی اطاعت میں نہیں بن سکتے۔ مَیں نے کہا کہ بس قرآن مجید کو تدبر سے پڑھنے کی تبلیغ کا یہی مقصد ہے۔ آپ غور فرمائیں کہ قرآن مجید تو اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والوں کے لئے چاروں انعامات کے دروازے کھُلے قرار دیتا ہے مگر آپ سب سے پہلے ذکر شدہ اور سب سے بڑے انعام کے دروازہ کو مسدود قرار دیتے ہیں۔ سردار صاحب ذرا حیران ہو کر کہنے لگے کہ کیا آپ حیات وفات مسیحؑ کی بات کرنا چاہتے ہیں؟ مَیں نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ میرا تو آج کا پیغام بس قرآن مجید کو تدبّر سے پڑھنے کی تلقین تک محدود ہے۔ ذرا سوچ کر سردار صاحب کہنے لگے کہ اب مجدد اور عالم تو ہو سکتے ہیں مگر نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ آفتاب کی موجودگی میں ٹمٹماتے چراغوں کی کیا ضرورت ہے؟ مَیں نے کہا کہ یہ اعتراض تو آپ کے عقیدہ پر پڑتا ہے۔ آپ آفتاب کی موجودگی میں علماء اور مجددین کی ضرورت کو جو ٹمٹماتے چراغ ہیں مانتے ہیں ہمارا عقیدہ تو قانون نیچر کے عین مطابق ہے یعنی آفتاب کے ساتھ ہم ماہتاب کے قائل ہیں۔ ماہتاب اُمتی نبی مسیح موعود ہے۔ باقی یہاں تقابل نہیں ہے بلکہ آفتاب کی فیض رسانی اور ماہتاب کے فیض قبول کرنے کا مسئلہ ہے۔ سردار صاحب نے فرمایا کہ حدیث میں تو لا نبیَّ بعدی آیا ہے۔ مَیں نے کہا کہ اس پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ طے ہو جائے کہ ہم نے ایک یہی حدیث ماننی ہے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب حدیثیں ماننی ہیں۔ فرمانے لگے کہ نہیں سب حدیثیں ماننی ضروری ہیں۔ مَیں نے کہا کہ پھر حدیث میں مجددین کے آنے کا بھی ذکر ہے۔ امام مہدی کے آنے کا بھی ذکر ہے

مسیح موعود کے مبعوث ہونے کا بھی بیان ہے
اور پھر حدیث صحیح مسلم میں مسیح موعود کو نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے چار دفعہ نبی اللہ
کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔ احادیث پر مجموعی
غور کیا جائے تو وہ قرآن مجید کے عین مطابق
ہیں۔ حدیث میں صاحب شریعت یا مستقل نبی
کے آنے کی نفی ہے اور آیت میں تابع اور مطیع
نبی کے آنے کی خبر ہے۔ پس قرآن مجید اور حدیث
میں واضح تطبیق موجود ہے۔

سردار صاحب فرمانے لگے کہ آپ یہ بتائیں کہ
آپ پیدائشی احمدی ہیں یا بعد میں آپ نے احمدیت کو
قبول کیا ہے؟ میں نے کہا کہ سردار صاحب! اگر کسی
شخص کو میں اسلام کی دعوت دوں اور اس کے پاس
کوئی عذر نہ رہے تو وہ مجھے کہے کہ آپ پیدائشی
مسلمان ہیں یا بعد میں مسلمان ہوئے تھے تو کیا اس
کا یہ طریق معقول ہے؟ فرمانے لگے کہ میں صرف
علم حاصل کرنا چاہتا ہوں میں وہ طریق اختیار
نہ کروں گا۔ میں نے کہا کہ میں پیدائشی احمدی ہوں۔
میرے والد صاحب مرحوم نے اوائل زمانہ میں
احمدیت کو قبول کیا اور پیدائش کے وقت سے
ہی انہوں نے مجھے خدمت دین کے لئے وقف
کر دیا تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں دہریوں، آریوں،
یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے جملہ فرقوں
کے ماہر علماء سے گفتگو اور مناظرے کئے ہیں اور
میں علی وجہ البصیرت اس بات پر قائم ہوں کہ
اسلام کے وہ عقائد جو احمدیت پیش کرتی ہے
وہی حق اور سب پر غالب آنے والے ہیں۔
اس پر سردار صاحب کہنے لگے کہ میں حیران
ہو رہا تھا کہ ایسا عالم ہم میں سے نکل کر احمدیوں
میں کس طرح شامل ہو گیا ہے؟ میں نے کہا کہ بات
تو وہی ہوئی جس کا میں نے اشارہ کیا تھا۔ اس
مرحلہ پر انہیں مجلس وزراء کے اجلاس کے لئے
بلا لیا گیا۔ ہم نے انہیں چند کتب اور ایک مفصل
تحریری بیان پیش کیا۔ جس کا مطالعہ کرنے کا
انہوں نے بخوشی وعدہ فرمایا۔ اس طرح گفتگو
ختم ہوئی۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العلمین ٭

تبصرہ

فلسفی محبوب

نوعیت:۔ مذہبی رنگ کا مفید اور دلچسپ ناول۔
شائع کردہ:۔ حسنات ٹرسٹ۔ پوسٹ بکس ۱۰۱۸ اسلام آباد
حجم و قیمت:۔ سفید کاغذ، طباعت عمدہ ——
۲۲۹ صفحات۔ قیمت چار روپے۔

جناب الحاج حافظ سید شفیع احمد صاحب دہلوی مرحوم
بہترین مضمون نگاروں میں سے تھے مؤثر افسانہ نگاری کا آپکو
خوب ملکہ تھا۔ یہ کتاب بھی اس کا عمدہ نمونہ ہے۔ بعض
آیات اور مسائل میں اصلاح کی ضرورت ہے۔
ہم سفارش کرتے ہیں کہ احباب اس
کتاب کا مطالعہ فرمائیں ٭

فیضانِ نبوّت محمدیّہ جاری ہے!

کشف المحجوب کے ایک حوالہ سے تائید

(از قلم ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب خلیل پی۔ایچ۔ڈی مقیم سوئٹزرلینڈ)

انبیاء اور اولیاء اہل حال ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو وہبی طور پر حقائق و معارف سے نوازتا ہے۔ وہ علوم جو اہل ظاہر سالہاسال کی کوششوں کے باوجود حاصل نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کو الہام و القاء کے ذریعہ چشم زدن میں پڑھا دیتا ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

چہ حاجت بود با ادیبِ دِگر مرا
من تربیت پذیر زِربِّ مہیمنم

حضرت شیخ علی ہجویریؒ مصنف کشف المحجوب ہندوستان کے مشہور و معروف اولیاء میں سے ہیں اور آپ کا تعلق بھی ان اہل حال سے ہے جو القائے ربّانی کے ماتحت اپنے مشاہدات اور دنیائے روحانی کے ذاتی تجربات دُنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

آپ کی کتاب کشف المحجوب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ صاحبؒ کی رائے میں اُمّتِ محمّدیہ کے اندر نبوّت الولایت یعنی غیر تشریعی نبوّت ممکن ہے۔ بلکہ یہ امر ضروری ہے کہ ایسے اولیاء اور انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیض سے اکتساب کر کے اعلیٰ ترین روحانی مدارج کو حاصل کریں۔

بزرگ اولیائے اُمّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی سب سے بڑی شہادت ہیں جس طرح خاتَم یعنی مُہر کے ذریعہ کسی چیز کے درست (authentic) ہونے کی تصدیق کی جاتی ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع، محبت اور آپ کے دین کی اشاعت کا جذبہ آقائے مکّی و مدنیؐ کی اُمّت میں ہونے والے غیر تشریعی انبیاء کی تصدیق کا معیار ہیں۔

حضرت علی ہجویریؒ اپنی کتاب کشف المحجوب میں زیرِ عنوان " اولیاء پر انبیاء کی فضیلت" تحریر فرماتے ہیں:-

"جاننا چاہیئے کہ صوفیائے اُمّت کے اجماع سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ

اولیاء اُمت ہمیشہ انبیاء کے ماتحت ہوتے ہیں اور انبیاء کے مقاصد کی تائید و تکمیل کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ انبیائے کرام اولیاء سے اس وجہ سے افضل ہیں کہ درجہ ولایت کا انتہاء فقط درجہ نبوت کی ابتداء ہے۔ ہر نبی ولی ہے لیکن سارے ولی نبی نہیں۔ ...... یہ عقیدہ جملہ اہلسنت اور صوفیاء اُمت کے اجماع سے ثابت ہے .....“

(کشف المحجوب انگریزی ترجمہ نکلسن صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶)

شیخ علی ہجویری ؒ کی ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُمتِ محمدیہ میں ایسے اولیاء پیدا ہو سکتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نبوت کے درجہ سے نوازے مگر ان اولیاء کی نبوت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ماتحت ہونا ضروری ہے۔

چمکی بُوٹی یا مرہم عیسےٰ

(مرسلہ جناب حکیم عبدالحمید صاحب ابن حکیم نظام جان صاحب)

رسالہ الحکیم بابت ماہ جولائی ۱۹۶۰ء میں جڑی بُوٹیوں کے عجائبات کے زیر عنوان حکیم عبدالحمید صاحب پھلور کی کا ایک نہایت ہی مفید مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے ”چمکی بُوٹی“ کے نام سے ایک بے مثل بُوٹی کے حیرت انگیز افعال کا تذکرہ فرمایا ہے جسے پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت یاد آجاتی ہے کہ نہایت ہی معمولی بُوٹیوں میں کیسے کیسے خواص بھر دیئے گئے ہیں۔ اِس ”چمکی بُوٹی“ کو مرہم عیسےٰ بھی کہتے ہیں۔ مضمون کا اقتباس ملاحظہ ہو:-

”چمکی بُوٹی جو پتھریلی زمینوں اور پہاڑی علاقوں میں پیدا ہوتی ہے اس کے پتے شیشم کے پتوں سے کسی قدر بڑے اور روپیہ کی مانند گول ہوتے ہیں۔ پودا ایک ہاتھ سے دو ہاتھ تک بلند۔ اس کے سبز پتوں کو اگر ہاتھوں سے مل کر سونگھا جائے تو گھلی کی طرح بُو آتی ہوتی ہے۔ ایک پودے میں مختلف رنگ کے اُودے، گلابی، سُرخ، زرد، سفید پھول مثل گُل دھتورہ نظر آتے ہیں۔ ان کے بیچ میں دو انگل تک لمبا سیاہ زیرہ ہوتا ہے۔ خشک ہونے پر سُوئی کی طرح نکیلا ہو جاتا ہے۔ چونکہ ہر قسم کے زخموں کے لئے تریاق ہے اسلئے اِسے مرہم عیسےٰ بھی کہتے ہیں۔

آگ سے جلنا (احراق النار) چمکی بُوٹی کے پتوں کو باریک پیس کر مقامِ آتش سوختہ پر لیپ کریں اس سے سوزش رفع ہو کر ٹھنڈک پڑ جاتی ہے۔ صرف ایک بار کے لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ اگر کسی مقام پر چھری، چاقو، تلوار، کٹار یا کسی بھی اوزار سے زخم ہو جائے تو اسکے پتوں کو باریک پیس کر لیپ کریں اُوپر پٹی باندھیں معمولی زخم صرف ایک دفعہ لگانے سے اور گہرے زخم دو تین دنوں میں اچھے ہو جاتے ہیں“ (صفحہ ۳۰)

جمع احادیث نبویہ کے لئے محدثین کی کاوشیں[1]

(محترم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر سابق مبلغ ماریشس)

اس سلسلہ میں تین باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

۱۔ حدیث کیا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے وہی کچھ حدیث میں ہے۔ ہاں بعض باتوں کا استنباط ایسا اعلیٰ حدیثوں نے کیا ہے کہ دوسرے لوگ اس کو سمجھ نہیں سکتے ورنہ حدیث قرآن سے باہر نہیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کا نام رکھا ہے مفصلاً اس پر ایمان ہونا چاہیئے۔ بعض تفاصیل سوائے انبیاء کے اور کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ پھر اس طرح حدیث میں قرآن سے زائد کچھ نہیں۔" (ملفوظات جلد پنجم ص۳۶۲)

۲۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ حدیث کا مقام کیا ہے؟

اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں یوں ہے:۔

"میں نے سنا ہے کہ بعض تم سے حدیث کو بکلی نہیں مانتے۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو سخت غلطی کرتے ہیں۔ میں نے یہ تعلیم نہیں دی کہ ایسا کرو بلکہ میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں جو تمہاری ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں دی ہیں سب سے اول قرآن ہے ...... دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا سُنّت ہے .... ہاں تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے۔ کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سُنّت کی خادم ہے ..... بہرحال احادیث کا قدر کرو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں۔ ہاں حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اس کا ظن کے مرتبہ پر ہے مگر بشرطِ عدم تعارض قرآن و سُنّت تمسک کے لائق ہے اور مؤید قرآن و سُنّت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اس کے اندر موجود ہے۔ پس حدیث کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے۔" (کشتی نوح)

---

[1] یہ مضمون مجلس ارشاد مرکزیہ کے اجلاس میں پڑھا گیا۔ (ادارہ)

۳۔ تیسری بات یہ ہے کہ حدیث کی افادیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمان ہمارے سامنے رہنا چاہیئے:۔

"اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا...... قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو اور حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ تیار ہوا ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴)

جمع حدیث کے چار ادوار

احادیث نبویہ کو جمع کرنے والوں کو ہم بآسانی چار ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں:۔

پہلا دور عہد نبوت کا ہے۔ صحابہؓ نے اللہ تعالیٰ کے حکم (مَا آتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا) کی تعمیل میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سننے کے لئے دن رات ایک کر دیا۔ کچھ صحابہؓ تو اپنا گھربار چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگ گئے اور اصحاب الصفہ کہلائے۔ انہی میں سے حضرت ابوہریرہؓ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کئی کئی روز فاقے سے رہنا [illegible] کرتے تھے مگر حضورؐ کی رفاقت کو ایک لمحہ کے [illegible] بھی چھوڑنا پسند نہ کرتے۔ حضرت عمرؓ مدینہ سے [illegible] دور رہتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ ایک دن خود حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دوسرے دن اپنے ایک انصاری بھائی کو بھجواتے اور اُن سے حضورؐ کی باتیں سنتے۔ عورتوں میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سب سے زیادہ حدیثیں مروی ہیں۔ ان کو حضورؐ کی زوجیت کا شرف حاصل تھا۔ چند سال حضورؐ کی آخری عمر کے ساتھ رہیں۔ حضورؐ کے اقوال اور اعمال کو انہوں نے اچھی طرح سُنا اور دیکھا اور اپنے دماغ میں خوب ریکارڈ کر لیا۔

مختصر یہ کہ صحابہؓ نے حضورؐ سے عاشقانہ تعلق پیدا کر لیا تھا اور وہ آپؐ کے ہر قول اور فعل پر ہر وقت نظر رکھتے تھے اور آپؐ کی تمام حرکات و سکنات پر عمل کرنا اپنی نجات کا باعث سمجھتے تھے۔ ادھر حضورؐ بھی صحابہؓ کی تعلیم کے متعلق خاص اہتمام فرماتے تھے۔ سیدھے سادے پیرایہ میں بات کو بیان فرماتے اور بار بار اسے دُہراتے یہاں تک کہ آپؐ کی باتیں صحابہؓ کے دل و دماغ میں راسخ ہو جاتی تھیں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق بھی تھا کہ آپؐ صحابہؓ کو اپنی تعلیم کے حفظ کرنے اور وسیع طور پر شائع کرنے کی تلقین فرماتے اور کبھی کبھی اُن کے علم کا جائزہ بھی لیتے رہتے۔ صحابہؓ میں سے حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حافظہ کمزور تھا وہ اپنے حافظہ کی شکایت لیکر حضورؐ کے پاس جا پہنچے اور حضورؐ کی دعا کے نتیجہ میں انکو معجزہ کے طور پر ۵۳۷۴ حدیثیں یاد کرنے کا موقع ملا۔ عبداللہ بن عمرو

کو حضورؐ نے فرمایا کہ تم اپنے ہاتھ سے مدد لے لیا کرو یعنی لکھ لیا کرو۔ الصحیفۃ الصادقۃ انہی کی محنت کا پھل تھا۔

یہ دَور جمعِ حدیث کے سلسلہ میں بنیادی دَور کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی بنیاد پر آنیوالے محدثین نے حدیث کا شاندار محل تعمیر کیا ہے۔

ہاں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ عربوں کا حافظہ تو ضرب المثل تھا تاہم اس دَور میں بھی کئی یادداشتیں تحریر میں آگئی تھیں جن کا اعتراف سر ولیم میور کو بھی کرنا پڑا۔ مثلاً فتح مکہ کے موقع پر حضورؐ نے ابوشاہ کے لئے اپنا خطبہ لکھوایا۔ (ابوداؤد)

یمنی قبیلہ کے لئے بعض احکام لکھوا کر بھجوائے۔

آپؐ کے معاہدات وغیرہ میں سے ۲۲۸۱ تحریریں ابھی حال ہی میں کتابی صورت میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے ازسرِ نو شائع کروائی ہیں۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطوط بادشاہوں کو لکھوائے تھے وہ بھی آج تک حدیث کی کتب میں محفوظ چلے آرہے ہیں اور مصر کے بادشاہ مقوقس والا اصلی خط ۱۸۵۸ء میں ملا تو اس خط اور حدیث کی عبارت میں ایک لفظ تک کا فرق نہیں پایا گیا۔ یہ شاندار ثبوت ہے کہ (۱) عربوں کا حافظہ نہایت ہی اعلیٰ تھا اور (۲) بعض حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی تحریر میں آگئی تھیں پس حدیث کو جمع کرنے کے لئے محدثین نے اپنے حافظہ سے بھی محنت کی اور ساتھ ساتھ ہاتھ سے محنت فرماتے

رہے اور یہی دونوں طریق آج بھی کسی بیان کی تصدیق کے لئے ہماری عدالتوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

دوسرا دَور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شروع ہوا اور پہلی صدی کے آخر تک ممتد ہے۔ اس زمانہ میں صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ تابعین کبار کو بھی حدیث کے جمع کرنے کی خدمت نصیب ہوئی۔ اب اُن کا آقا جو وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى کا مصداق تھا۔ وہ تو ان میں موجود نہ تھا مگر اس کا اہم ارشاد لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰى أَنْ يُّبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعٰى لَهُ (بخاری) اُن کی رہنمائی کر رہا تھا چنانچہ صحابہؓ نے اپنی اپنی روایتیں دوسروں کو سُنانی شروع کر دیں۔ اِجْلِسْ بِنَا نُؤْمِنْ سَاعَةً اُن کا دستور بن گیا تھا۔ اِس طرح مختلف مقامات پر درسِ حدیث شروع ہو گیا۔ حضرت ابوہریرہؓ کوفہ میں درس دیتے تھے۔ اُن کے باقاعدہ ۸۰۰ شاگرد تھے۔ حضرت عائشہؓ کے حلقۂ درس میں بڑی کثرت سے لوگ شامل ہوتے تھے۔ ان کے خاص شاگردوں میں ۲۰۰ مرد اور ۳۸ عورتیں تھیں۔

حدیثوں کو پھیلانے کے علاوہ صحابہؓ نے نئی نئی حدیثوں کو معلوم کرنے کے لئے بھی بڑی تگ و دَو کی۔ مثلاً حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث سُننے کی خاطر مدینہ سے شام تک کا سفر کیا (بخاری) اسی طرح حضرت ابوایوب انصاریؓ نے بھی ایک حدیث کے اصل الفاظ کی تصدیق کے لئے عقبہ بن عامرؓ کو ملنے کے لئے مصر کا سفر کیا۔

اس دور میں تابعین نے بھی احادیث کے جمع کرنے کے لئے خوب محنت کی۔ حضرت ابو العالیہؒ کا قول ہے کہ ہم بصرہ میں صحابہؓ سے روایات سنتے پھر مدینہ کا سفر کرتے اور وہاں اُن احادیث کی تصدیق کرتے۔ امام ابراہیم نخعی نے ایک بار ابو ذرعہ بن عمرو بن جریر سے ایک حدیث سنی پھر دو سال بعد ملاقات ہونے پر دوبارہ وہ حدیث سنی تو الفاظ میں کوئی فرق نہ پایا۔

اس دور میں حدیث کو حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کی تحریر کی طرف بھی توجہ کی گئی اور بہت سے قرب حدیث کے مسودات تیار ہوئے مگر یہ انفرادی تھے۔ اُن میں سے چند ایک قابلِ ذکر ہیں۔

الصحیفۃ الصادقہ از عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ تو پہلے ہی موجود تھا اس کے علاوہ

۱۔ حضرت ابو بکرؓ کا مسودہ ۵۰۰ احادیث کا تھا۔
۲۔ حضرت عمرؓ کی یادداشتیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے آپؓ کے فیصلے بھی جمع کئے۔
۳۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا مجموعۂ سیرت۔ اُن سے سعید بن جبیر بھی لکھا کرتے تھے۔
۴۔ حضرت امام حسنؓ نے بھی حدیثیں جمع کی تھیں۔
۵۔ ابی بن کعبؓ کا مجموعہ کتاب التفسیر تھا۔
۶۔ زید بن ثابتؓ کی کتاب الفرائض تھی۔
۷۔ حضرت انس بن مالکؓ نے بھی ایک مجموعہ تیار کیا تھا۔ جس کی مدد سے آپ زبانی روایتوں کی تصدیق بھی کیا کرتے تھے۔
۸۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے شاگرد ہمام بن منبہ کو مسودہ لکھوایا۔ (المبتدا)
۹۔ جابر بن عبداللہ سے وہب تابعی نے بھی مجموعہ لکھا۔
۱۰۔ حضرت ابن عمرؓ سے نافع تابعی نے احادیث لکھیں۔

تیسرا دور قرنِ ثانی کا ہے

درس حدیث کے مدرسے جو دوسرے دور میں جابجا قائم ہو چکے تھے ان میں توسیع ہوتی شروع ہوئی۔ ادھر نئے آنیوالے مسلمانوں کو بھی احادیث سننے کا شوق تھا چنانچہ حضرت علی بن عاصم تابعی کے درس میں ۳۰،۰۰۰ لوگوں کی حاضری لکھی گئی ہے۔ اس طرح بغداد میں حضرت یزید بن ہارون کے درس میں ۷۰،۰۰۰ لوگ شامل ہوا کرتے تھے۔ شیخ سلیمان بن حرب کے درس میں ۴۰،۰۰۰ لوگ شامل ہوتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

حدیث کے کچھ مسودے دوسرے دور میں تیار ہوئے تھے مگر وہ متفرق احادیث پر مشتمل متفرق لوگوں کے پاس تھے اب تیسرے دور میں مستقل کتابیں لکھی جانی شروع ہوئیں اسکی ابتداء حضرت امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؒ کے حکم سے ہوئی۔ آپ نے ۱۰۱ھ میں قاضی ابو بکر بن حزم حاکم مدینہ کو لکھا کہ بہت سے عالم دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ حدیث کا علم بھی ختم ہو جائے اسلئے تم زیادہ سے زیادہ حدیثیں محفوظ کر لو۔ یہی حکم باقی صوبوں کے گورنروں کو بھی بھجوایا گیا۔ امام زہری کو تو خاص طور پر اس کام پر مامور کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ انکی وفات پر اُن کی کتب گدھوں اور گھوڑوں پر لاد کر دوسری جگہ لیجائی گئی تھیں۔ اس دور میں امام مالکؒ نے مدینہ میں امام ابن جریج نے مکہ میں، امام اوزاعی نے شام میں، امام

سفیان ثوری نے کوفہ میں اور عبد اللہ بن مبارک نے خراسان میں جمع حدیث کے سلسلہ میں اہم کام کیا۔

قرنِ ثانی کے بعض مسودات یہ تھے :۔

۱۔ مؤطا امام مالکؒ۔
۲۔ پہلی مسند امام موسیٰ کاظم بن جعفر نے تیار کی۔
۳۔ کتاب الآثار امام ابوحنیفہؒ کی مشہور کتاب تھی۔
۴۔ امام محمدؒ نے فقہ کے موافق اور مخالف احادیث کو جمع کیا۔
۵۔ پہلی اربعین امام عبد اللہ بن مبارک نے تالیف کی۔
۶۔ جامع الابواب امام زہری کی تالیف تھی۔

چوتھا دور

حضورؐ کے فرمان خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم کے مطابق اس دور کی سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ حدیث پر ہمہ گیر کتب تیار ہوئیں جن میں سے صحاح ستہ کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ صحاح ستہ میں بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ شامل ہیں۔

امام بخاریؒ کو ۶ لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں۔ اُن کو اکٹھا کرنے کے لئے انہوں نے بلادِ اسلامیہ کے لمبے لمبے سفر کئے اور اپنی سفروں کے دوران وہ معتبر حدیثوں کو اپنی صحیح میں الگ کرتے رہے۔ کہتے ہیں کہ ہر ایک حدیث کے انتخاب سے قبل وہ دو رکعت نفل نماز ادا کرتے تھے اور مسجد نبویؐ میں منبر اور روضۂ نبویؐ کے درمیان بیٹھ کر اپنی کتاب کو مکمل کیا جس میں کل روایتیں ۷۲۷۵ ہیں۔ بعض حدیثیں مختلف سندوں سے مکرر بھی آئی ہیں۔ اُن کی تجرید کی جائے تو ۴۰۰۰ حدیثیں ۱۶ سال کے کام کا نتیجہ ہیں۔ امام بخاریؒ سے اُن کے ۹۰۰۰۰ شاگردوں نے اس کتاب کو اور آگے روایت کیا ہے اور آج تک اسکو بے پناہ مقبولیت ملی ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے :۔

"دوسری کتابیں جو ہماری مسلّم کتابیں ہیں اُن میں سے اوّل درجہ پر صحیح بخاری ہے اور اس کی وہ تمام احادیث ہمارے نزدیک حجت ہیں جو قرآن شریف سے مخالف نہیں اور ان میں سے دوسری کتاب صحیح مسلم ہے اور اس کو ہم اس شرط سے مانتے ہیں کہ قرآن اور صحیح بخاری سے مخالف نہ ہو۔ اور تیسرے درجہ پر صحیح ترمذی، ابن ماجہ، مؤطا، نسائی، ابوداؤد اور دارقطنی کتب حدیث ہیں جن کی حدیثوں کو ہم اس شرط سے مانتے ہیں کہ قرآن اور صحیحین سے مخالف نہ ہوں"

(آریہ دھرم ص ۵۸)

مختصر یہ کہ ان چاروں ادوار میں محدثین نے جمع حدیث کے سلسلہ میں جان، مال، وقت اور عزت کی جو قربانیاں پیش کی ہیں اُن کی مثال پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی یہ شاندار دلیل ہے۔

روایت کے لحاظ سے حدیث کی جانچ پڑتال کیلئے کاوشیں

قرآنی حکم "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (الاحزاب:۲۱) پر صحابہؓ نے خوب عمل کر کے دکھلایا۔ گویا اس اسوۂ حسنہ کی وہ زندہ تصویریں بن گئے تھے۔ بعد میں آنیوالوں نے بھی اس اسوۂ حسنہ کی خوب حفاظت کی۔ اس اسوۂ حسنہ کو حاصل کر کے آگے پہنچانیوالے اولوں کی

جانچ پڑتال کے لئے بھی محدثین کی کاوشیں لاجواب ہیں جن کا اعتراف مشہور مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر ان الفاظ میں کرتا ہے :-

"نہ کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری نہ موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت ہم آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم کر سکتے ہیں"
(ترجمان السنہ ص۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت "مَن کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّداً فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّار (ترمذی) مسلمانوں کو حدیث کے بارہ میں صراطِ مستقیم پر قائم رکھے ہوئے تھی اور اسی وجہ سے حضرت عثمانؓ جیسے بہترین راوی بھی حدیث بیان کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ حضرت عمرؓ تو کمی بیشی کے ڈر سے بعض دفعہ حدیث بیان ہی نہ کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جیسے صحابی قَالَ الرَّسُوْل کہتے تو ان کا بدن خوف کے مارے کانپ جاتا تھا۔

اس قسم کی احتیاط کے باوجود راویوں کی جانچ پڑتال کے لئے مندرجہ ذیل شرائط مختلف محدثین بیان کرتے رہے ہیں :- (۱) راوی معروف الحال ہو (۲) صادق القول ہو (۳) سمجھنے کی اہلیت رکھتا ہو (۴) اس کا حافظہ درست ہو (۵) اُسے تصرف کی عادت نہ ہو (۶) اُس حدیث کا اس کی ذات سے کوئی خاص تعلق نہ ہو (۷) دو راویوں کی آپس میں ملاقات ثابت ہو (۸) راویوں کی سب کڑیاں محفوظ ہوں (۹) سب راوی معتبر ہوں (۱۰) راویوں کی کثرت بھی ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ شرائط حکم الٰہی وَاِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا (ترجمہ۔ اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اسکے حالات کا جائزہ لے لیا کرو) کو بہترین رنگ میں پورا کرتی ہیں اور اسی وجہ سے علم روایت کو اسلام میں درجہ کمال حاصل ہو گیا۔ عیسائی اناجیل کے راویوں کا اس سے کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

حضرت امام بخاریؒ نے تو اپنی کتاب میں احادیث کو جمع کرنے کے لئے راویوں پر خاص قسم کی شرائط لگا دی تھیں مثلاً یہ کہ حدیث متصل الاسناد ہو (۲) راویوں کی آپس میں ملاقات بھی ہو اور پھر طویل ملازمت رہی ہو (۳) راوی طبقہ اولیٰ کا ثقہ آدمی ہو۔ حالانکہ امام مسلمؒ دو راویوں کا ہم عصر ہونا بھی کافی قرار دیتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے ایک راوی کی صداقت پر شبہ ہونے کی صورت میں اسکی دس ہزار روایتوں کو ترک کر دیا تھا۔ امام بخاریؒ کی انہی کڑی شرائط کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ :-

"جو حدیث امام بخاری کی شرط کے مخالف ہو وہ قبول کے لائق نہیں" (تحفہ گولڑویہ ص۱۳)

اس سلسلہ میں امام وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ دو حوالے بھی قابل غور ہیں :-

(۱) "یہ سچ ہے کہ حدیثیں صحابہؓ کی زبان سے بتوسط کئی راویوں کے مؤلفین صحاح تک پہنچی ہیں۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ جہاں تک ممکن ہے مؤلفین صحاح نے حدیثوں کی تنقید و تفتیش میں بڑی بڑی

کوششیں کی ہیں مگر پھر بھی ہمیں اُن پر وہ بھروسہ
نہیں کرنا چاہیئے جو اللہ جلّشانہٗ کی کلام پر کیا جاتا
ہے۔" (ازالہ اوہام ص۲۸۵)

(۲) "اور یہ کہنا کہ ہم اسی قول کو حدیث کہیں گے
جس کا اسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا
ہو یعنی وہ مرفوع متصل ہو یہ اور جہالت ہے۔
کیا جو منقطع حدیث ہو اور مرفوع متصل نہ ہو وہ
درست نہیں کہلاتی شیعہ مذہب کے امام اور محدث
کسی حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک
نہیں پہنچاتے تو کیا اُن کا نام احادیث نہیں
رکھتے؟ حدیث کو کئی قسموں پر منقسم کر کے سب کا نام
حدیث ہی رکھ دیا ہے۔" (تحفہ گولڑویہ ص۱۴)

اس موقع پر حدیث کی بعض قسموں کا ذکر کر دیا جاتا
ہے۔ مثلاً راویوں کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کے اعتبار سے
حدیث کو اس وقت صحیح قرار دیں گے جب کہ اسکے تمام
راوی دینداری، صلاحیت، سلامت روی، راستبازی
اور حافظہ وغیرہ قویٰ ذہنیہ کے اعتبار سے صحیح و سالم
اور ہر قسم کی تہمت سے مبرا ہونے میں خاص شہرت رکھتے ہوں
اور انکی روایتوں کے درمیان معناً یا لفظاً اختلاف نہ ہو اور
اُسے حسن قرار دینگے اگر اسکے متعلق صرف لفظاً اختلاف ہو
اور ضعیف ہو گی اگر ثقہ ہونے کے شروط میں سے کسی ایک
شرط کی کمی ہو اور متروک ہو گی اگر اسکے راویوں میں سے
کوئی ایک جھوٹ سے متہم ہوا ہو اور منکر ہو گی اگر ثقہ
راویوں کی روایت کے خلاف ہو۔ اور معروف ہو گی اگر
اس کے متعلق سبھی کو اتفاق ہو۔ اِس سلسلہ میں حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اقتباس بہت ہی حسین ہے:۔

"پس یہ نہایت بے ایمانی اور بددیانتی ہے
کہ جب خدا تعالیٰ کسی اور پہلو سے کسی حدیث کو ظاہر
کر دے اور اطمینان بخش ثبوت دیدے تب بھی ان
ظنونِ فاسدہ کو نہ چھوڑیں کہ فلاں شخص نے فلاں راوی
کی نسبت یہ شکوک پیش کئے تھے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسا کہ
معتبر راویوں کے بیان سے کسی کی موت ثابت ہو اور
پھر وہ شخص جو مُردہ قرار دیدیا گیا ہے حاضر ہو جائے
اور اسکے حاضر ہونے پر بھی اسکی زندگی پر اعتبار نہ
کریں اور یہ کہیں کہ راوی بہت معتبر ہیں ہم اسکو زندہ
نہیں مان سکتے۔ ایسا ہی ان بدبخت مولویوں نے علم تو
پڑھا مگر عقل اب تک نہیں آئی۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۱)

درایت کے لحاظ سے محدثین کی کاوشیں

صحابہؓ نے اللہ تعالیٰ کے حکم "قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی یحببکم اللہ" کی تعمیل ایسے شاندار رنگ میں کی کہ دنیا
میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو من وعن
یاد رکھتے اور انہیں بعینہٖ آگے پہنچانے کی سعی فرماتے پھر بھی احادیث
کے متن کی صحت کو پرکھنے کیلئے محدثین نے مختلف اصول مقرر
فرمائے مثلاً یہ کہ (۱) مضمون روایت فی نفسہٖ اسلام کے اصولی عقائد
اور سنّتِ متواترہ کے مطابق ہو (۲) معتبر شواہد تاریخیہ کے خلاف
نہ ہو (۳) مشاہدات اور مسلّمہ حقیقت کے خلاف نہ ہو (۴) کسی
اور مضبوط تر روایت کے خلاف نہ ہو (۵) دیکھنے اور سننے
والوں کا تواتر ہو اور اجماع قطعی کے خلاف نہ ہو (۶) عقلاً
غلط یا مشتبہ نہ ہو

محدثین نے ان اصولوں کے مطابق احادیث کی جانچ پڑتال

کے لئے جو کاوشیں فرمائی ہیں اُن سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔
اور یہ طریق صحابہؓ سے ہی شروع ہوا۔ حضرت عمرؓ کی روایت
کہ "میت پر رونے سے میت کو عذاب پہنچتا ہے" کو سُننے پر
حضرت عائشہؓ نے قرآن مجید کی آیت لا تزرُ وازرۃٌ
وِزرَ اُخریٰ پڑھ دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کا حَکَم و عدل
بھی قرار دیا ہے درایت کے بعض اصول اپنی کتب میں بیان
فرماتے ہیں جو اس سلسلہ میں ہمارے لئے بہت ہی آسانی پیدا
کردیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

(۱) "وہ حدیث قولی یا فعلی جو قرآن کریم کی کسی صریح
اور بیّن آیت کے مخالف نہیں ہوگی تو ہم اسے بسر و
چشم قبول کرینگے اور اگر بظاہر مخالف نظر آئیگی تو
حتی الوسع اسکی تطبیق اور توفیق کے لئے کوشش
کرینگے اور اگر ہم باوجود پوری پوری کوشش کے
اس امر تطبیق میں ناکام رہیں گے اور صاف صاف
کھلے طور پر ہمیں مخالف معلوم ہوگی تو ہم افسوس
کے ساتھ اس حدیث کو ترک کر دیں گے۔ کیونکہ
حدیث کا پایہ قرآن کریم کے پایہ اور مرتبہ کو نہیں
پہنچتا۔" (الحق لدھیانہ ص۱۵)

(۲) "مگر جو حدیث قرآن کی بیّنات کے مخالف
ہوگی کوئی محرّف قول ہوگا یا سرے سے موضوع
اور جعلی ..... اور ایسی حدیث بلاشبہ ردّ
کے لائق ہوگی۔" (اتمام الحجۃ ص۲۲)

پھر ایک اور اہم ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیے حضور اپنی
کتاب ریویو برمباحثہ بٹالوی و چکڑالوی پر فرماتے ہیں:۔

(۱) "پس مذہب اسلم یہی ہے کہ نہ تو اس زمانے
کے اہلحدیث کی طرح حدیثوں کی نسبت یہ اعتقاد
رکھا جائے کہ وہ قرآن پر مقدم ہیں اور نیز اگر
انکے قصے صریح قرآن کے بیانات سے مخالف
پڑیں تو ایسا نہ کریں کہ حدیثوں کے قصوں کو قرآن
پر ترجیح دی جائے اور قرآن کو چھوڑ دیا جائے۔
..... بلکہ چاہیئے کہ قرآن اور سُنّت کو حدیث پر
قاضی سمجھا جائے اور جو حدیث قرآن اور سُنّت
کے مخالف نہ ہو اسکو بسر و چشم قبول کیا جائے۔
یہی صراطِ مستقیم ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس کے
پابند ہوتے ہیں۔ نہایت بدقسمت اور نادان وہ شخص
ہے جو بغیر لحاظ اس قاعدہ کے حدیثوں کا انکار کرتا ہے۔"

نیز فرمایا: "ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اگر
کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنّت
نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس
پر عمل کیا جائے۔" (ایضاً ص۶)

(۲) حدیث کے صحیح ہونے کا دوسرا اصول حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے یوں بیان فرمایا ہے:۔

"اور یہ کہنا کہ اس حدیث (انّ لمہدینا
آیتین ..... تا قل) کے بعض راویوں پر محدثین
نے جرح کی ہے۔ یہ قول سراسر حماقت ہے کیونکہ یہ
حدیث ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی جو اپنے وقت پر
پوری ہوگئی۔ پس جبکہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ
ظاہر کردیا تو اسکی صحت میں کیا کلام ہے..." (انجام آتھم ص۲۴۴)

17

مدیر رسالہ ترجمان الحدیث کے نام کھلا مکتوب

مولوی احسان الٰہی صاحب ظہیر! آپ نے اپنے ہفت روزہ اہلحدیث لاہور (۳ جولائی ۱۹۷۰ء) میں "اُمّتِ مرزائیہ اور اہلحدیث" کے ناشائستہ افتتاحیہ میں خطرناک غلط بیانیاں کرتے ہوئے ہمیں چیلنج دیا تھا کہ "ہم آج بھی آپ کو سرِعام دعوت دیتے ہیں کہ جس موضوع پر اور جہاں چاہیں ہم سے تقریری یا تحریری گفتگو کر لیں۔"

ہم نے ماہنامہ الفرقان (جولائی ۱۹۷۰ء) میں آپ کی "شائستہ بیانی" کے انداز کو اختیار کرنے سے معذرت کرتے ہوئے آپ کا چیلنج اس صورت میں منظور کر لیا تھا کہ فی الحال

(۱) دو مضمونوں پر تحریری مناظرہ ہو جائے۔

(۲) آیت فلما توفیتنی میں توفی کے معنے موت کے متعلق ہم مدعی ہونگے۔

(۳) نسخ فی آیات القرآن کے متعلق آپ مدعی ہوں گے۔

(۴) پہلا اور آخری پرچہ مدعی کا ہوگا۔

(۵) ہر مناظر کو پرچہ ترتیب دینے کے لئے دو ہفتے ملیں گے۔

آپ کے چیلنج کے الفاظ کے رُو سے ہمیں یہ اختیار حاصل ہے اور آپ کے لئے انکار کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

جناب ظہیر صاحب! ہمارے مقالہ کا آپ نے مصلحتاً اخبار اہلحدیث میں جواب نہیں دیا بلکہ اپنے رسالہ ترجمان الحدیث (نومبر ۱۹۷۰ء) میں طویل اور مغلظات سے پُر جواب دیا ہے۔ پہلے تو اہلحدیث والے اداریہ کو نقل کیا ہے اور آخر میں جماعت احمدیہ کے منافق مخرجین کے ان بہتانات کو اپنے رسالہ کی زینت بنایا ہے جن کا جواب اللہ تعالیٰ سورہ نور اور سورہ المنافقون میں دے چکا ہے۔ نیز ان نابکار افتراپردازوں کے جعلی بیانات کی مدلّل تردید رسالہ "جواب مباہلہ"، ہر دو نمبر روزنامہ الفضل کے مضامین اور کتاب غلبۂ حق میں کی جا چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت سب کے سامنے ہے کہ وہ کس طرح اپنے سلسلہ کی تائید فرما رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ باقی رہیں آپ کی گالیاں تو ہم ماہنامہ الفرقان جولائی میں بھی اعلان کر چکے ہیں کہ ان کا جواب آپ کے انداز میں دینے سے قطعی طور قاصر ہیں۔

جناب عالی! ہم آپ کا عام چیلنج منظور کر چکے ہیں۔ آپ توفّی کے معنوں پر بحث سے گریز کے لئے مولوی میر ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی کتاب کی پناہ لیتے ہیں۔ حالانکہ سیدھی بات ہے کہ اگر اس کتاب میں کوئی معقول دلیل ہے تو آپ اسے اپنے پرچہ میں درج کر سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اسی طرح پرانی کتابوں کے حوالوں پر گزارہ کرنا تھا تو آپ کو کس حکیم نے کہا تھا کہ ابوالعطاء کو ایسا چیلنج دیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ باوجودیکہ ابوالعطاء سلسلہ احمدیہ کا ایک ادنیٰ ترین خادم ہے مگر مخالفین کے جوابات پر مشتمل اس کی مشہور کتاب تفہیماتِ ربانیہ چالیس برس سے لاجواب پڑی ہے۔ ہاں دوسرے مضمون نسخ فی القرآن کے عقیدہ پر بحث سے بچنے کے لئے آپ نے "الجھانے" اور "بہکانے" کا عذر کیا ہے۔ جناب! انہی باتوں کے ازالہ کے لئے تو بالمقابل تحریری مناظرہ تجویز کیا گیا ہے تاکہ قارئین رہتی دنیا تک حق کو معلوم کرتے رہیں۔

ہم اعلان کر چکے ہیں کہ ان دو عنوانوں پر تحریری بحث کے بعد دوسرے مسائل بھی زیر بحث آئیں گے انشاء اللہ۔ مگر پہلے یہ دو مضمون ہوں گے۔ آپ انتخابِ مضمون اور انتخابِ تقریر یا تحریر کا حق ہمیں دے چکے ہیں اب آپ کے لئے کوئی راہ فرار نہیں

یا تو خود غرض ہے کہ اگر ... کو محض اپنی علمی نمائش ہی مقصود ہے تو وہ ... سے کرتے رہیں گے

پس اندریں صورت ہمارا جواب یہ ہے ؎

بحث کرنا تم سے کیا حاصل اگر تم میں نہیں
روحِ انصاف و خدا ترسی جو ہے دیں کا شعار

مہدی کا ظہور مشرق سے!

ماہنامہ "فکر و نظر" (اسلام آباد) ستمبر ۱۹۷۰ء میں لکھا ہے:۔

"اگرچہ عثمان بن فودی نے اپنی کتاب تحذیر الاخوان میں اپنے مہدی ہونے کی تردید کر دی تھی لیکن پھر بھی انکے بعض انصار کی زبان پر یہ بات عام ہو گئی تھی اسلئے ان کے لئے اس تردید سے نہ لوگوں میں اس موضوع پر گفتگو ختم ہوئی اور نہ اس افواہ پر سے ان کا یقین زائل ہوا۔ ان زبان زدِ عام باتوں میں سے ایک آخری افواہ یہ بھی تھی کہ مہدی منتظر کا ظہور مشرق میں ہوگا اسلئے کہ مغربی علاقوں میں بہت سے اضطرابات جنم لے رہے ہیں۔ انہی اضطرابات کی وجہ سے شیخ عثمان بن فودی کے پوتے امیر المومنین ابوبکر عتیق (۱۸۳۷ء۔۱۸۴۲ء) کے عہد میں فلانی مہاجرین نے مہدی منتظر کا ساتھ دینے کی نیت سے گروہ در گروہ مشرقی علاقوں سوڈان، وادیٔ نیل اور حجاز وغیرہ کا رُخ کرنا شروع کیا۔" (ماہنامہ فکر و نظر ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۸۲)

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ عام افواہ یہی تھی کہ مہدیٔ منتظر کا ظہور مشرق میں ہوگا۔ سوڈان، وادیٔ نیل اور حجاز میں فولانیوں کا ہجرت کرنا ایک اجتہاد تھا۔ فولانیوں کا مشرقی علاقوں کی طرف ہجرت کرنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس حقیقت سے باخبر تھے کہ مہدی معہود کے روحانی لشکر میں شامل ہونا اور آپکی بیعت کرنا لازم ہے اور انکے دلوں میں اس عقیدے اور خیال کا راسخ ہونا حضرت شیخ عثمان بن فودی کی تربیت اور تعلیم کا اثر ہی ہو سکتا ہے۔

(ملک محمود احمد ابن عبد الجلیل صاحب عشرت)

ادارۃ المصنّفین کی اہم مطبوعات

(۱) **تفسیر سورۃ فاتحہ**:- سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں سورہ فاتحہ کی جو تفسیر بیان فرمائی ہے اس کو یکجا جمع کر دیا گیا ہے۔ نہایت عمدہ آفسٹ کی طباعت۔ مجلد۔ کاغذ اعلیٰ۔ قیمت ۱۰ روپے

(۲) **تفسیر سورۃ بقرہ**:- سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں سورۃ بقرہ کی جن آیات کی لطیف تفسیر فرمائی ہے اس کا مجموعہ نہایت عمدہ آفسٹ کی طباعت مجلد کاغذ عمدہ قیمت دس روپے۔ حجم چار صد صفحات $\frac{20\times26}{8}$

(۳) **شرح بخاری شریف**:- بخاری شریف کا ترجمہ اور شرح جو مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے کی ہے اس وقت تک دس جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔ اب دو اور جلدیں یعنی گیارھویں اور بارھویں جلد شائع کر دی گئی ہے۔ قیمت ساڑھے سات روپے۔ پہلی جلدیں بھی مل سکتی ہیں۔

(۴) **تاریخ احمدیت**:- تاریخ احمدیت کی اب تک دس جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اب گیارھویں جلد شائع کی جا رہی ہے۔ اس جلد میں ۱۹۴۷ء کے خونچکاں اور لرزہ خیز ماحول میں اسلام اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند رکھنے کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جو کارہائے نمایاں کئے۔ کونسی اسلامی خدمات انجام دیں اور کس شاندار طریق سے عالمی پریس نے اسے خراج تحسین ادا کیا۔ پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے کس بے جگری سے استحکام پاکستان کے لئے بے نظیر جہاد کیا۔ اور پھر کس طرح احمدیت کا قافلہ اپنے مرکز سے ہجرت کے بعد اپنے فتح نصیب قائد کی سرکردگی میں کس برق رفتاری سے شاہراہ ترقی پر گامزن ہو گیا۔ یہ اور اس نوع کے متعدد واقعات۔ تاریخ احمدیت کی گیارھویں جلد کے ذریعہ منظر عام پر آ رہے ہیں۔۔۔ قیمت دس روپے۔

(۵) **تفسیر صغیر**:- قرآن مجید کا بامحاورہ ترجمہ اور مختصر تفسیر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کا بامحاورہ ترجمہ اور مختصر تفسیر ایسے رنگ میں بیان فرمائی ہے کہ پڑھنے والے کے لئے قرآن مجید کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور وہ بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کیا چاہتا ہے۔ بلاک پر چھپی ہوئی اعلیٰ درجہ کی کتابت و طباعت۔ قیمت صرف بیس روپے۔

ملنے کا پتہ

ادارۃ المصنّفین ربوہ

جلسہ سالانہ کے موقع پر ہر ایک کتب فروش سے یہ کتب مل سکیں گی۔۔۔!

۱۔ خصوصی اعانت کا شکریہ

محترم چودھری صلاح الدین صاحب ایڈووکیٹ (ناظم جائداد) کو رسالہ الفرقان سے خصوصی لگاؤ ہے۔ وہ مسلسل دو سال سے رسالہ کی توسیع اشاعت کیلئے ایک خاص مہم چلا رہے ہیں۔ جزاہ اللہ خیراً۔ احباب ان کیلئے اور ان کے خاندان کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (مینجر الفرقان)

۲۔ توسیع اشاعت کی مثال

محترم میاں عباس احمد خان صاحب آف لاہور نے تبلیغی اغراض سے تین سال کے لئے بہتر غیر از جماعت اصحاب کے نام رسالہ الفرقان جاری کرایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انکے اموال میں برکت دے۔ آمین (مینجر)

تفسیر القرآن مکمّل انگریزی

ایک جلد ــــ ۱۶۴۴ صفحات

قرآن مجید مع انگریزی ترجمہ اور تفسیر
عمدہ باریک کاغذ پر بہترین چھپائی کے ساتھ
مل سکتی ھے

عمدہ باریک کاغذ کی جلد	-/۳۰ روپیہ
کرنافلی کاغذ کی جلد	-/۱۶ "
کرنافلی کاغذ طلباء کیلئے (خاص رعایت)	-/۱۲ "

ملنے کا پتہ ھ

اورنٹیل اینڈ ریلجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ ربوہ

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور

کو

یاد رکھیے

شاہ ہومیوپیتھک اسٹورز اینڈ ہسپتال رحمت بازار ربوہ

کی چند خاص مجرّب دوائیں

کمزور اور سوکھے بچوں کیلئے ★ شفا ڈبے بی ٹانک ۲/۵۰
تمام نسوانی امراض کیلئے اکسیر ★ فیملی ٹانک -/۱۶
مردانہ طاقت کی خاص دوا ★ سپیشل ڈراپس -/۶
دماغی اور اعصابی طاقت کیلئے ★ پیور برین ٹانک ۲/۵۰
بواسیر کا مکمل علاج ★ نیو پائلز کورس -/۸
نئے بال اگانے اور گنج پن دور کرنے کیلئے ★ پیور آرنیکا ہیر آئیل ۳/۵۰
پائیوریا کیلئے ★ پائیوریا کیور -/۴ ★ پائیوریا لوشن ۱/۵۰
دانت درد کیلئے ★ ٹوتھلین ۱ -/۷۵ ★ ٹوتھلین ۲ -/۷۵
جانوروں کے خطرناک اپھارہ کیلئے ★ شفائے اپھارہ -/۷۵
مکمل فہرست مفرد و مرکب مجرب -/۲۰ کے ٹکٹ آنے پر مفت

لاجواب ٹانک

ہر قسم کی بدنی کمزوری، دماغی کمزوری نسیان وغیرہ کمزوری جگر معدہ، پیٹ کی گیس اور پیٹ کے کیڑے اور دائمی قبض تبخیر معدہ مراق، بواسیر بادی، درد کمر شانوں کے درمیان ہلکا ہلکا درد، تھکاوٹ، کمزوری نظر، دائمی نزلہ زکام بلغمی کھانسی، رعشہ، فالج، چڑچڑا پن بدن میں دردیں، دودھ لسی مکھن وغیرہ کا ہضم نہ ہونا یا بلغم پیدا کرنا نیز بڑھاپے کے جملہ عوارضات میں اکسیر ہے۔

قیمت پندرہ یوم -/۳ ÷ ڈاک خرچ ڈیڑھ روپیہ

نوٹ:- خط میں آپ اپنی مختصر تکلیف بھی بیان کر دیں تو بہتر ہے۔

حکیم قاضی نذر محمد قاضی دواخانہ
چک چھٹہ (حافظ آباد) گوجرانوالہ

(طابع و ناشر:۔ ابو العطاء جالندھری ٭ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Shezan
Peach Jam
HOT KETCHUP
HOT KETCHUP
Shezan
ORANGE SQUASH
Plum Jam
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ۔ لاہور
ORIENT
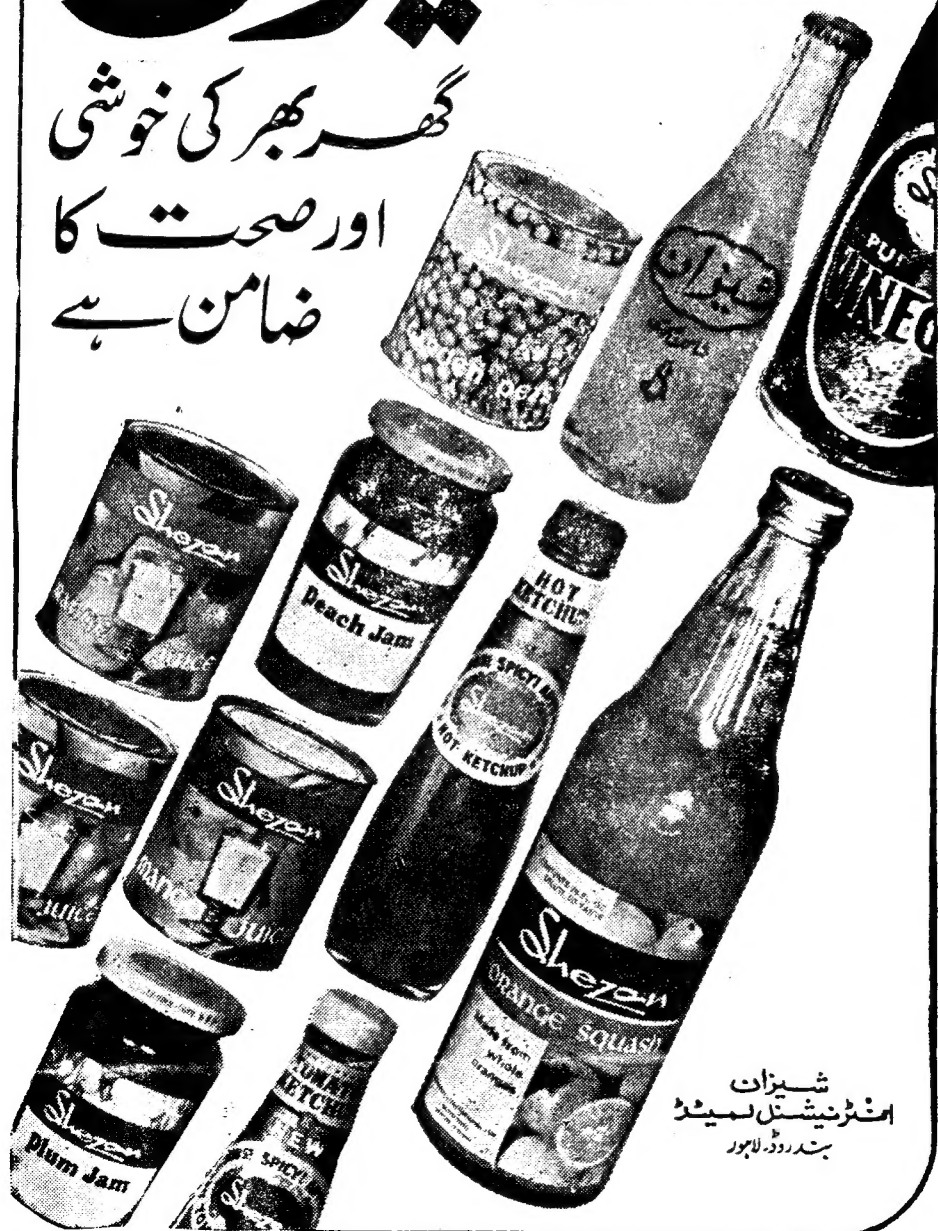
Monthly **Al-Furqan** Rabwah — Regd. No. L5708

شوال ۱۳۹۰ هجری ق — فتح ۱۳۴۹ هجری شمسی — دسمبر ۱۹۷۰ء

Only Title printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.